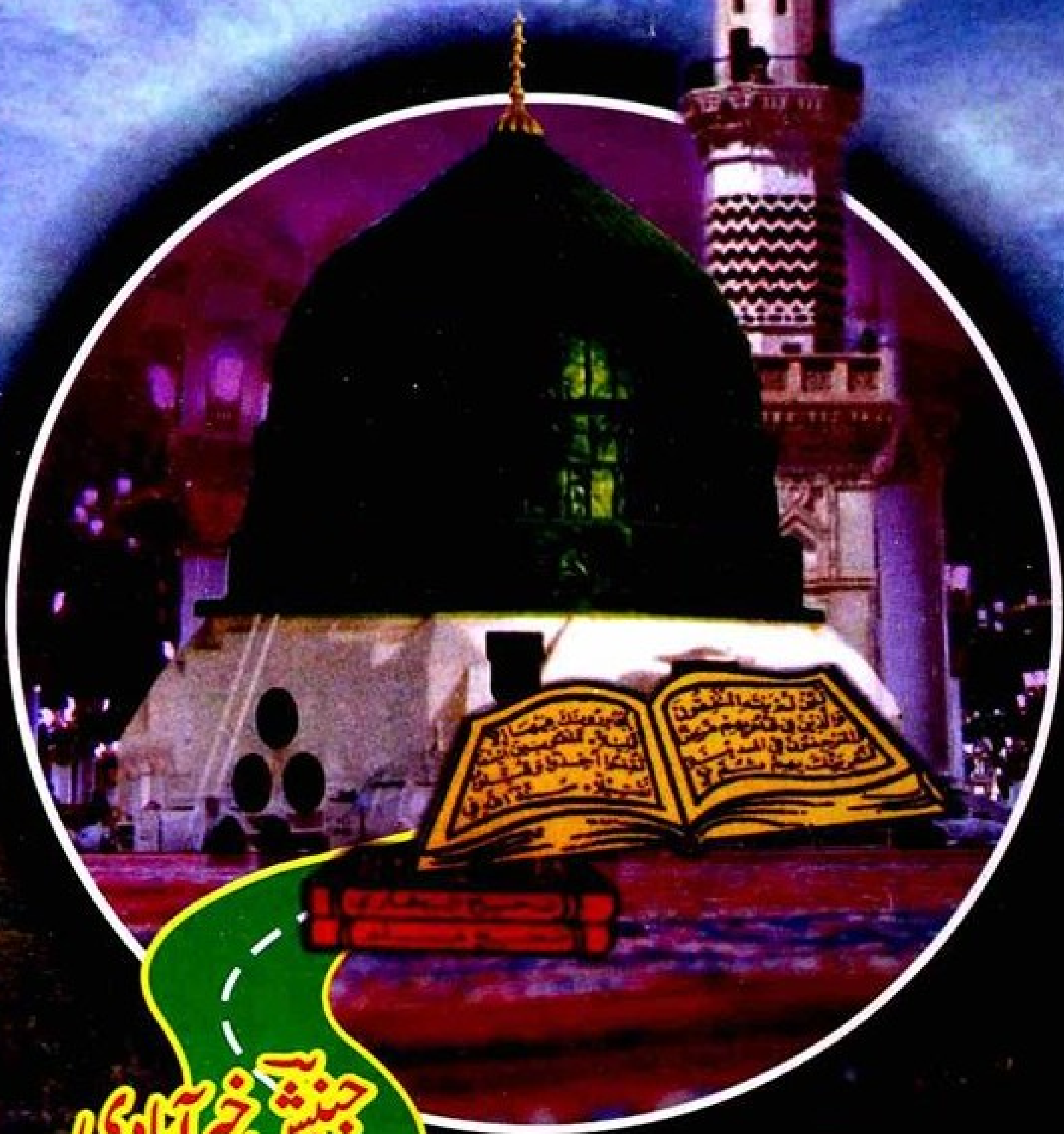
گلِ خضرا



جنبش خیرآبادی

گلِ خضرا



جنبش خیر آبادی

کتاب کا نام	:	گلِ خضرا
شاعر	:	جنبش خیرآبادی (مرحوم)
ناشر	:	فصیح الحسن عرف جاوید اسلم
سنِ اشاعت	:	۲۰۰۸ء
تعداد	:	۴۰۰ (چار سَو)
کمپوزنگ	:	شمع خاتون
طباعت	:	ناردرن آفسیٹ پریس، لکھنؤ
قیمت	:	۱۵۰/-روپے (Rs.150/=)

ملنے کے پتے

۱۔ فصیح الحسن عرف جاوید اسلم، محلّہ شیخ سرائے، خیرآباد (اودھ) سیتاپور

۲۔ دانش محل، جھنڈے والا پارک، امین آباد، لکھنؤ

۳۔ جبلی بک ڈپو، پریڈ، کانپور

۴۔ عارف علی بک سیلر، لطیف مارکیٹ، خیرآباد (اودھ) سیتاپور

میں اپنے

اس روحانیت سے بھرپور

پاکیزہ کلام

بنام

گلِ خضرا

کا اجروثوب

اپنے مرحوم ومغفور والد اور والدہ محترمہ کی

ارواحِ پاک

سے

معنون کرنے کی سعادت

حاصل کررہا ہوں

یہ کتاب

اتر پردیش اردو اکادمی

کے مالی اشتراک

سے

شائع ہوئی

اس کتاب

کے مندرجات سے

اتر پردیش اردو اکادمی کا

متفق ہونا ضروری نہیں

فہرست عنوانات

عرض ناشر

میرے والد حضرت رجب علی جنبشؔ خیرآبادی کس قد و قامت کے شاعر تھے، ادب میں ان کا کیا مقام تھا، اس کا تعین کرنا صاحبانِ نقد و نظر کا کام ہے۔ میری نظر میں وہ بہرحال عظیم شاعر تھے۔ ان کا پہلا مجموعۂ کلام ''غزلوں کا سفر'' ۱۹۸۷ء میں منظر عام پر آیا جسے ادبی حلقوں میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔ جنبشؔ صاحب کا دوسرا مجموعۂ کلام ''گلِ خضرا'' جو حمد و نعت اور سلام و مناقب پر مشتمل ہے، اتر پردیش اردو اکادمی میں مالی تعاون کے لئے زیرِ غور تھا کہ ۳/دسمبر ۱۹۹۹ء کو وہ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

اردو اکادمی میں برسرکار ادیب و شاعر اور میرے محسن و کرم فرما ڈاکٹر مخمورؔ کاکوروی نے مجھے مشورہ دیا کہ میں بحیثیت ناشر ''گلِ خضرا'' کی ذمہ داری اپنے سر لے لوں۔ میں نے مذکورہ مجموعہ چھپوانے کی غرض سے اکادمی کو درخواست دی، ضابطوں کے مطابق میں نے تمام کاغذات اکادمی میں داخل کر دئے مگر اشاعت کی منظوری سے محروم رہا۔ ڈاکٹر مخمورؔ کاکوروی کی خصوصی دلچسپی سے بالآخر دسمبر ۲۰۰۷ء میں منظوری حاصل ہو گئی۔

گلِ خضرا کی منظوری سے طباعت تک تمام دشوار مرحلوں میں ڈاکٹر مخمورؔ کاکوروی کی قدم قدم پر رہنمائی حاصل ہوتی رہی۔ ڈاکٹر عزیزؔ خیرآبادی، محترمہ ریحانہ عاطفؔ اور گہرؔ خیرآبادی، رفیع بسوانی صبیح الحسن عرف جنید اسلم کے مخلصانہ مشورے شامل حال رہے۔ میں ان تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

فصیح الحسن عرف جاوید اسلم

ثمرؔ بسوانی ایڈوکیٹ

ہم سخن فہم ہیں جنبشؔ کے طرفدار نہیں

ادبستانِ سیتاپور کا ایک اہم تاریخی اور مردُم خیز قصبہ خیر آباد (اودھ) جو شاہی دَور میں کمشنری کا درجہ رکھتا تھا اور جو ۱۸۵۷ء میں علامہ فضلِ حق خیر آبادی کے ذریعہ انگریزوں کے خلاف فتوئ جہاد دےئے جانے کی پاداش میں ہر شعبۂ حیات میں نیست و نابود کر دیا گیا، اور جس کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لئے آزادئ وطن کے بعد ہماری قومی حکومتوں نے اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر چشم پوشی کر لی۔ وہ صدیوں سے علماء، فضلاء، ادباء، شعراء، اربابِ معرفت اور اصحابِ فن کا مسکن و مرکز رہا ہے۔

یہی وہ پاک سرزمین ہے جہاں وسیمؔ خیر آبادی، ریاضؔ خیر آبادیؔ، مضطرؔ خیر آبادی، کوثرؔ خیر آبادی، اور اثیمؔ خیر آبادی کے علاوہ مولانا فضلِ حق خیر آبادی اور مولانا عبد الحق خیر آبادی وغیرہ جیسی تاریخ ساز علمی و ادبی، مذہبی اور صحافتی جلیل القدر ہستیوں نے جنم لیا اور سارے زمانے کو اپنے کمالات کا آئینہ دکھا کر خاک کا پیوند ہو گئیں۔

حضرت جنبشؔ خیر آبادی اپنے لائق و فائق استادِ فن حضرت اثیمؔ خیر آبادی کے عزیز ترین شاگرد اور جانشین ہونے کے دوش بدوش اپنے اُنھیں اعلیٰ ترین قدما کی علمی و ادبی وراثت کے مالک ہیں اور حضرتِ امیرؔ مینائی لکھنوی کے عظیم ادبی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، اور نیرنگئ حالات کی تیز آندھیوں کے باوجود اپنے دم قدم اور

شاگردوں کے اشتراک وتعاون سے شمعِ سخن آج بھی روشن کئے ہوئے ہیں۔

حضرتِ جنبشؔ خیر آبادی اردو زبان وادب کے ممتاز، مسعود اور مقبول شاعر ہیں۔ان کا نہ کسی ازم وسیاست یا ادبی گروہ سے تعلق ہے اور نہ ہی پیشہ ور شاعر ہیں بلکہ حضرتِ جگرؔ بسوانی یادگارِ امیرؔ مینائی، حضرت نوحؔ ناروی، حضرت آہؔ اینٹھوی، حضرتِ جوشؔ ملسیانی اور حضرتِ افقرؔ موہانی جیسے اربابِ کمال اور مجاہد شعراء کی طرح ہیں جو شہر اور بازاری پروپگنڈا انیز تصنع اور بناوٹ سے بے نیاز ہو کر نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے خونِ جگر سے شعر وسخن کی آبیاری کر رہے ہیں۔ان کا کلام آپ نہ کسی اخبار ورسائل میں دیکھیں گے اور نہ ریڈیو، ٹیلی ویژن پر سنائی دے گا۔اوّل تو یہ وسائل قصبات میں نہیں ہیں دوئم یہ کہ اس اردو کش ماحول میں ان وسائل کے جو ذمہ دار ہیں ان میں قدر شناسی کا فقدان ہے اور ہر مقام پر سیاست اور خود غرضی کار فرما ہے۔اس لئے اس طرح کے خود دار اور عزتِ نفس کا لحاظ رکھنے والے شعراء ادباء کسی کی سفارش یا اپنی شاعری کے پروپگنڈوں کے لئے کسی کے پیچھے لگنے کے واسطے راضی ہونے سے رہے لیکن مجھے اعتماد ہے کہ زمانے کے انقلاب کے ہاتھوں مستقبل فردا میں ایک دور ایسا ضرور آئے گا جب شعر وشاعری کے ایسے جوہریوں اور ان کے جواہر پاروں کی قدر افزائی ہوگی لیکن افسوس کہ یہ جوہری اُس وقت منوں خاک کے نیچے دفن ہو چکے ہوں گے۔تاہم اس ضمن میں مجھے اُتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ اور فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی لکھنؤ کے ذمہ دار حضرات کی اس کار فرمائی سے بے حد مسرت ہے کہ وہ اپنی فراخ دلی اور اردو نوازی کا ثبوت فراہم کرتی ہوئیں اردو کی تخلیقات کو شائع کرانے کے لئے بغیر کسی عصبیت اور تکلف کے مصنفین اور مولفین وغیرہ کو مالی تعاون سے نوازتی رہتی ہیں اور اکثر معیاری کتابوں پر انعامات بھی عطا فرماتی ہیں۔

حضرت جنبشؔ خیر آبادی اپنی ذہانت و ذکاوت، لیاقت وصلاحیت اور مبلغِ علم کی بدولت غیر متنازعہ طور پر اُستادِ فن کی صف میں شامل اور داخل ہیں۔ اُن کی غزلوں کا حسین ترین مجموعہ "غزلوں کا سفر" احباب کے پیہم اصرار کی بنا پر زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکا ہے جو تخیل کی عظمت، نظر کی وسعت، فکر کی رفعت، الفاظ و تراکیب کی ندرت، تشبیہات و استعارات کی جدت، روز مرہ اور محاورہ کی طہارت، پاکیزگیٔ زبان، سلاست و روانی، امثال کے استعمال ترنم اور حسن کاری کا بہترین مرقع ہونے کی حیثیت سے قارئین کرام سے خراجِ تحسین وصول کر چکا ہے۔

زیرِ نظر مجموعۂ نعت و مناقب "گلِ خضریٰ" جو حضرتِ جنبشؔ خیر آبادی کی خوبصورت طرزِ نگارش، ذہن طبع اور فکرِ رسا کا آئینہ دار ہے اور رسول اکرم ﷺ سے ان کی محبت، عقیدت اور شیفتگی کا مظہر ہوتے ہوئے نعتوں اور نعت پر مبنی قطعات و رباعیات نیز منقبتوں پر منقسم ہے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ نعت گوئی نہایت دشوار ترین اور نظم وضبط کی حامل صنفِ سخن ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے اس کے چند ضابطے اور حدود مقرر فرمائے ہیں۔ شعراء کے لئے ان ضوابط سے روگردانی اور تجاوز ثواب کے بجائے عذاب کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اسی لئے نعت گوئی ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہوا کرتی۔ لیکن جب ہم حضرتِ جنبشؔ خیر آبادی کی نعت گوئی کا بہ نظر غائر جائزہ لیتے ہیں تو وہ ان پیچیدہ اور خاردار منزلوں سے بھی کامیابی، کامرانی، کامگاری اور فتح وظفر کے ساتھ گزرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور برجستہ قاری کی زبان سے سبحان اللہ نکل جاتا ہے۔

حضرت جنبشؔ خیر آبادی کی نعت گوئی کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ موصوف نے ہر مقام پر حدود شریعت کا بطور خاص خیال ولحاظ فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن

کے یہاں حضرت محمد ﷺ کے والہانہ عشق وعقیدت میں ڈوبے ہوئے جو اشعار ملتے ہیں وہ ادب، تعظیم، تکریم اور تہذیب وشائستگی کے ترجمان ہیں۔ اِن اشعار میں رسول اکرم ﷺ کے فضائل وکمالاتِ نبوت کا حسنِ بیان تو ہے مگر غلو اور قیاس آرائی کا مطلق دخل نہیں ہے۔ اور نہ دوسرے انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی شخصیات کی کوئی تذلیل کی گئی ہے۔ اسی طرح انھوں نے نعت کے معنی مطلب اور مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر انتہائی شعور اور بالغ نظری کے ساتھ اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ نعت کو قطعاً غزل بننے نہیں دیا ہے تاکہ کسی قسم کی بے ادبی کا اظہار نہ ہو۔ جیسا کہ ساحبا نشریعت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت جنبشؔ خیر آبادی کے نعتیہ کلام کا ایک خاص جوہر ''فرقِ مراتب'' بھی ہے۔ جس کا اس صاحبِ کمال شاعر نے قدم قدم پر خیال رکھا ہے۔ یعنی اپنے قلم سے کہیں بھی عبد کو معبود کا مرتبہ نہیں عطا کیا ہے۔ حضرتِ جنبشؔ خیر آبادی کی نعتیہ شاعری کا حسنِ بیان دلنشین زبان آبِ کوثر میں دھلی ہوئی، خیالات عرش کو چھونے والے اور تشبیہات واستعارات میں انفرادیت کے اوصافِ حمیدہ کے دوش بدوش یہ اہتمامِ خصوصی بھی ہے کہ محبوبِ خدا ﷺ جیسی مقدس اور عدیم النظیر شخصیت پر ہر آئینہ صادق آسکے۔ جنبشؔ خیر آبادی کے چند نعتیہ اشعار قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش ہیں۔ ملاحظہ ہوں ؎

مجسم نورِ یزدانی سراپا نورِ ایمانی
فروغِ کثرتِ جلوہ بنا پردہ محمدؐ کا

نظر فردوس تک جاتی ہے لیکن لوٹ آتی ہے
تخیل میں بسا ہے جب سے کاشانہ محمدؐ کا

آہی جاتا ہے لب پہ نام ترا
بے کسی جب فروغ پاتی ہے

ہے زباں پر مدینہ مدینہ
دل کی دھڑکن محمدؐ محمدؐ

مہک پھولوں سے بڑھ کر ہے مرے اشکِ محبت کی
اثر آ ہی گیا شاید محمدؐ کے پسینے کا

اے تیرِ نگاہِ ختمِ رُسل سینے میں خلش ہی رہنے دے
جب زخم ہی لذت دیں دل کو تو زخم کا مرہم کیا ہوگا؟

خبر لیجے مرے سوزِ دروں کی　　اُگلتی ہیں سانسیں شرارے محمدؐ
قدم چومتی ہے مرے بادشاہی　　کہ میں بھی ہوں جنبش غلامِ محمدؐ

ہم کو دعائیں دو تو درِ مصطفےٰ کی دو
شاید پہنچ ہی جائیں تمہاری دعا سے ہم

کتنا گہر افشاں ہے غمِ سرورِ عالمؐ
لگتا ہے کہ موتی مری پلکوں پہ جڑے ہیں

پھنسا لو مجھے گیسوئے عشق میں تم
گناہوں سے پہلے سزا چاہتا ہوں

فانوس میں چھپنے کے نہیں شمع کے جلوے
پردے میں محمدؐ کے خدا دیکھ رہا ہوں

....

بہارِ باغِ زمیں آسمان کی خوشبو　　رسولؐ پاک ہیں دونوں جہان کی خوشبو
کیوں نہ محبوب ہوں زمانے کے　　کس کے محبوب ہیں رسولؐ اللہ

وہ گناہگارِ الفت تجھے کیسے بھول جائے
جسے ڈھونڈتے پھرے ہوں تری رحمتوں کے سائے

یاد آنے لگا روزِ محشر　　شرم سے ہوں پسینے پسینے
حیرتِ آئینہ کیوں بن کے کھڑے ہیں صاحب
سوچنا کیسا یہاں کیا ہے مدینے چلیے

میں محبت کا مارا ہوا ہوں مجھے اور کچھ بھی نہیں تیرا غم چاہیے
پھول کی طرح ہنسنے کا ارماں نہیں مثلِ شبنم مجھے چشم نم چاہیے

حقیقت یہ ہے کہ حضرتِ جنبشؔ خیر آبادی اس دور کے کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کی ذاتِ گرامی گنجِ گراں مایہ بھی ہے اور ادب کا سرچشمہ بھی۔ اُن کی معزز شخصیت میرے ادبستانِ سیتاپور کے لئے مایۂ ناز بھی ہے سرمایۂ افتخار بھی۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی نعت گوئی کا یہ انمول مجموعہ "**گلِ خضریٰ**" مقبولِ عام ہوکر ادبستانِ سیتاپور کی غیر معمولی علمی وادبی، تاریخی حیثیت میں اضافہ کا باعث ہوگا۔

ثمرؔ بسوانی (ایڈوکیٹ)
ہدایت منزل، بسواں
سیتاپور (یو. پی.)

مولانا سید علی احمد القاسمی میرٹھی

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی

اللہ اللہ کتنا مبارک تھا وہ زمانہ جبکہ اللہ کے محبوب ﷺ اس دنیا میں بہ نفسِ نفیس تشریف فرما تھے۔ اور کتنے خوش نصیب تھے وہ حضرات جن کی تعلیم و تربیت کا انتظام اللہ نے بلا واسطہ ذاتِ اقدس ﷺ کے ذریعہ فرمایا تھا۔ خیر القرون کی پر کیف ہوائیں ہر چھوٹے بڑے امیر و غریب بندہ و آقا کے دل و دماغ کو معطر کیے ہوئے تھیں۔ ایک کیف و سرور کا عالم تھا جس سے ہر شخص سرشار و مدہوش نظر آ رہا تھا۔ گویا اس دنیا اور دنیا والوں پر اللہ کی رحمت کی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی جس سے ہر صاحبِ ظرف اپنی وسعتِ ظرف کے مطابق مستفیض ہو رہا تھا۔ آپ اندازہ کیجئے ان کی خوش نصیبی اور بلند اقبالی کا جن کی تعلیم و تربیت کے بارے میں قدرت نے اتنی فراخ دلی سے کام لیا ہو۔ اسی تعلیم و تربیت اور صحبتِ رسولؐ نے حبِ رسول کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی تمثیل آج تک دنیا کی دیگر اقوام پیش نہ کر سکیں۔ محبت الٰہیہ حضورِ اکرمؐ کے فیضِ صحبت سے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملی اور پھر حضرات صحابہ سے تابعین کو اور پھر تبع تابعین کو۔ اسی طرح ایک سلسلہ محبانِ رسول کا چلا آ رہا ہے۔ اسی سلسلہ کا ایک گوہرِ آبدار جس کو دنیا جنبشؔ خیرآبادی کے نام سے یاد کرتی ہے، آج میرا موضوع ہے۔ شخصیت نگاری سہل نہیں۔ تاہم میرے ہمدم مخلص و کرم فرما رفیع احمد صاحب بسوانی کا اصرار بڑھتا گیا نتیجتاً ایک تحریر سپردِ قرطاس ہو گئی۔ تو آیئے آپ کی ملاقات اس عظیم شخصیت سے کرا دوں۔

چہرے پر شرافت کی علامت، خدوخال میں علم کا رچاؤ، آنکھوں میں گہرے پانی کا وقار، مشرقی علوم کا گہوارۂ ماضی کہلانے والا مشہور قصبہ خیر آباد اور اسی قصبہ کے ممتاز راعین خاندان کے چشم و چراغ یہ ہیں جنابِ جنبش خیر آبادی۔ اس علاقہ میں کون ایسا شخص ہے جو موصوف سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔

حضرتِ جنبش خیر آبادی کی ذاتِ گرامی کبھی اپنے فرمودات کے حجابات سے باہر آنے کی عاری نہ ہو سکی۔ چونکہ نگاہِ حسد اکثر تاک میں رہتی تھی لہٰذا ''ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا'' قول کسی کا بھی ہو حضرتِ جنبش کے ہمنوا رہا۔ آج خیر آباد کی حدوں کو پار کر کے اردو کے منفرد و سر آمد اساتذۂ سخن میں شمار ہوتا ہے۔ حضرتِ جنبش جیسا کہ میرا تجربہ ہے بہت سنجیدہ اور پُر فکر آدمی ہیں۔ باتیں تو یقیناً کم کرتے ہیں لیکن خشک مزاج نہیں ہیں۔ بزرگانِ دین اور پیشوانِ اسلام سے حضرتِ جنبش کو گہری محبت ہے۔ اس عقیدت آمیز تعلق کا اندازہ اُن کے کلام سے بھی ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مجموعہ ''گلِ خضریٰ'' متانتِ تحریر اور خوبی کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے۔ ایسے بھی ذاتی طور پر حضرتِ جنبش کو مطالعہ کے تنوع نے طبعاً لالہ زار بنا دیا ہے۔ نیز یہ کہ حضرتِ جنبش خیر آبادی صغر سنی ہی میں یتیم ہو گئے تھے اور جیسا کہ مجھے تحقیق ہوا ہے کہ اُن کی زندگی سخت مشکلات کا شکار رہی ہے لیکن ضبط و تحمل اُن کا معمولِ زندگی بن چکا ہے۔ مشکل سے مشکل معاملات کے موقع پر ان کے پایۂ ثبات میں کبھی تزلزل نہ پیدا ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاعر ہونا کوئی بڑی بات نہیں، بڑی بات انسان ہونا ہے۔ حضرتِ جنبش جتنے بڑے شاعر ہیں اس سے زیادہ اعلیٰ قسم کے انسان ہیں۔ کریم النفس، قلندر صفت۔ اُن کی زندگی شرافتِ علم اور شرافتِ نفس کے امتزاج کی نمود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرد و نواح کا علمی طبقہ انتہائی عقیدت کے ساتھ حضرت

جنبشؔ خیرآبادی کا تذکرہ اپنی مجلسوں میں کرتا ہے۔ ورنہ بہت سی قابلِ قدر شخصیتوں کو اس علاقہ کے لوگوں نے طاقِ نسیاں کا گلدستہ بنا دیا۔

حضرتِ جنبشؔ نے حکیمِ سخن حضرت سید امیر احمد صاحب اثیمؔ خیرآبادی کے زیرِ سایہ ہی اپنی ادبی و شعری زندگی کو پروان چڑھایا۔ چنانچہ کلام جنبشؔ میں استاد کا رنگ چوکھا ہے۔ حضرتِ جنبشؔ کو قدرت نے تمام اصنافِ سخن پر قدرت دی ہے۔ پیشِ نظر مجموعۂ کلام ''گلِ خضریٰ'' میں انھوں نے حمد و نعت، منقبت اور مدح کو اظہارِ خیال کا بہترین ذریعہ سمجھا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قبول و منظور فرمائے۔

خاکسار

سید علی احمد قاسمی میرٹھی

مولانا محمود احمد ندوی

پیش رس

محترم حضرتِ جنبشؔ خیر آبادی کا نعتیہ مجموعۂ کلام بنام ''گلِ خضریٰ'' جو یقیناً تشنگانِ حقیقت و معرفت کے لئے بادۂ توحید و رسالت کا ایک سرور آگیں جام ہے۔ یقیناً اُس بندہ کو دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو اپنے قول و عمل کے ذریعہ پیش کرتا رہے۔ جس طرح تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی دعوت دینا ثواب ہے اُسی طرح اشعار کے ذریعہ دینی جذبات بیدار کرنے پر اجر ملتا ہے۔ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً۔ اسی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی منظومات کا یہ گلدستۂ سخن پیش ہے کیوں کہ نثر کے مقابلہ میں نظم زیادہ دلچسپی سے پڑھی جاتی ہے۔ نیز شاعروں میں یہ جو بات مشہور ہے کہ شعر میں جائز ہے جو کچھ چاہیں کہہ ڈالیں۔ یَجُوْزُ لِلشَّاعِرِ وَ مَاذَا یَجُوْزُ لِغَیْرِہٖ سو یہ بات غلط ہے۔ اس واسطے دار قطنیؒ نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ شعر کلام ہے، اچھا اس میں سے اچھا ہے اور برا اس میں سے برا ہے، یعنی نثر میں جو باتیں بری ہیں وہ نظم میں بھی بری ہیں۔ اور جو باتیں نثر میں اچھی ہیں نظم میں بھی اچھی ہیں۔ یوں تو دنیائے ادب میں شعر اور شعر کا مقام بہت بلند ہے لیکن میری نگاہ میں خصوصیت کے ساتھ وہ شعراء جو اپنے مذہبی عقائد و حقائق کی روشنی میں اپنے دلی تاثرات اشعار کی صورت میں پیش کرتے ہیں زیادہ قابلِ احترام اور لائقِ ستائش ہیں کیوں کہ اُن کے اِس عمل سے اہلِ مطالعہ کے دلوں میں مذہبی عقیدت و محبت اور

مضبوط و مستحکم ہو جاتی ہے۔

اِس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس شاعر کو ایسی شاعری کی توفیق ہو وہ یقیناً خوش نصیب ہے اور حقیقی معنوں میں اپنے مذہب اور قوم کا سچا خادم کہے جانے کا مستحق ہے۔ لہٰذا تمام معائب سے پاک ہو کر الحمد للہ وہ ساری خوبیاں اس مجموعۂ کلام میں پائی جاتی ہیں جسے قارئینِ کرام پڑھ کر ضرور لطف اندوز ہوں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبولِ عام کا مرتبہ بلند عطا فرمائے۔

خاکِ راہ

محمود احمد گونڈوی

(کان اللہ عنہ)

میرا دل میرا قلم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

اربابِ نظر حضرات میرا ایمانِ شعروفن جس دیرینہ آغوشِ تمنا میں محوِ درود و سلام تھا وہ تمنائے سلیم اپنے گلہائے مراد کو پہنچی۔ یعنی میرے والدین حضرات سے معنون "گلِ خضرا" اشاعت وطباعت کی منزل میں آگیا۔ یہ سب ان برگزیدہ ہستیوں کی ارواحِ مقدسہ سے حسنِ تعلق کا طفیل ہے جن سے میرا ایمان ویقین وابستہ ہے۔

میں ۲ رجنوری ۱۹۳۰ء کو اپنے آبائی وطن خیرآباد (اودھ) میں پیدا ہوا۔ چھ ماہ کی عمر میں ہی والد قبلہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ اٹھے۔ تعلیم وتربیت پاکیزہ تخیلات سے آراستہ والدہ ماجدہ کی آغوشِ شفقت میں ہوئی۔ ماں کی نگاہ تصرف آفریں نے میری زندگی کو تقدس مآب بنانے میں قدم قدم پر رہبری فرمائی۔ اور اپنے سلسلۂ چشت کے مشہور ومعروف صوفی باشریعت حضرت انوارالحق شاہ صاحب صفی پوری سے دستِ بیعت کرایا۔ یہ سلسلہ حضرت چھوٹے مخدوم شیخ اللہ دیہ خیرآبادی کے دامن پاک کو چھوتا ہوا حضرت مخدوم شاہ صفی حضرت مخدوم شیخ سعدؒ و شاہ میناؒ قدس سرہٗ کے حسنِ تصرف سے واصل پذیر ہوتا ہے۔ حالانکہ میری زندگی اور زندگی کے جملہ معاملات حضرت مقبول انورشاہ قلندرؒ کی چشمِ کرم سے وابستہ رہے۔

میری والدہ محترمہ نے میرا ذوقِ سخن دیکھ کر مجھے حکیم سخن سید امیر احمد صاحب اشیم ترمذی الخیرآبادی کے دامنِ ارادت سے منسلک فرمایا۔ استاد قبلہ حقیقی معنوں میں

جانشینِ وسیم و ریاض تھے۔ جملہ اصنافِ سخن پر قدرتِ کاملہ حاصل تھی نعت گوئی آپ کی پاکیزہ سیرت کی آئینہ دار تھی۔ معرفت سے بھرپور کلام صفِ شعراء میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ میں فطری طور پر اپنے استاد قبلہ کے کلام سے متاثر رہا۔ عقیدہ کے طور پر میں سنی الحنفی ہوں۔ مفتی نجم الحسن صاحب ایسے قطبِ وقت کا مقلد ہوں۔ حضورؐ کے سائے کی نفی کے ساتھ آپؐ کے علمِ غیب کا قائل ہوں۔ قیام و سلام میرے عقیدہ کا ایک حصّہ ہے۔ میری نعتیہ فکر اس عقیدے کی ضمانت ہے۔ اولیائے کرام اور ان کے افعال سے مجھے خاص نسبت ہے۔ یہ ربط میرے لئے ایسا آئینہ ہے جس میں دلوں کے تقدس کا جمال نظر آتا ہے۔ یہ میرا مجموعۂ کلام "**گلِ خضرا**" جو حمد و نعت اور منقبت پر مشتمل ہے میرے جذبات اور محبت کا بیّن ثبوت ہے۔ خدا میرے اِس اندازِ سخن کو قبولیت کا شرف عنایت فرمائے۔ **آمین**

اس مجموعہ سے قبل ایک شعری مجموعہ بنام "غزلوں کا سفر" جو صرف غزلوں پر ہی مشتمل ہے ۱۹۸۷ء میں فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی حکومتِ اتر پردیش، لکھنؤ کے مالی تعاون سے اشاعت پذیر ہوکر منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اس سلسلہ میں کمیٹیِ مذکور کا میں ممنون و مشکور ہوں۔

اِس مجموعہ "**گلِ خضرا**" کی اشاعت و طباعت میں مالی معاونت کے سلسلہ میں اتر پردیش اردو اکادمی سے رجوع کر رہا ہوں۔ اس جذبہ کو ترقی پذیر کرانے میں، میں اپنے مخلص و کرم فرما جناب ڈاکٹر مخمور کاکوروی نیز گرامی قدر فدا حسین صاحب حسینی کی چشمِ کرم کا احسان مند ہوں ورنہ میری کم مائیگی وہاں تک پہنچانے میں مانع تھی۔ ان اہلِ علم ہستیوں کے علاوہ اور بھی ایسے پاکیزہ نفوس موجود ہیں جن کا میں ممنون ہوں۔ اتر پردیش اردو اکادمی اپنے خصوصی چشمِ توجہ کی بنا پر اس حقیر کو ماہانہ تعاون سے بھی نواز رہی ہے خدا اس ادارے کی ترقی میں چار چاند لگائے اور میرے محسنین کو اجرِ جمیل عطا فرمائے۔

میں اس مجموعہ کی تحریری طور پر قلمی توجہ کے سلسلہ میں اپنے عزیز ترین شاگرد عزیزم سعید الحسن خاں گہرؔ خیر آبادی کا ذکر اپنی مسرت کا باعث سمجھتا ہوں۔ جنھوں نے اپنی سعادتمندانہ کاوشیں اپنی الجھنوں اور پریشانیوں کے باوجود میرے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ خدا انھیں اس امر کا اجر جمیل عطا فرمائے۔ میرے دیگر خصوصی تلامذہ جن کی مسرتیں میری خوشی کے دوش بدوش ہیں۔ ان میں محمد مبینؔ علوی، ریحانہ عاطفؔ، ساجد خیر آبادی، مولانا فطرتؔ اسوڈری، چودھری پیارے میاں نشاطؔ، محمد شفیق عالم شفیقؔ لہر پوری، مولانا قاری اقرار احمد خاں، عزیزم محمد رفیع رفیعؔ بسوانی، سالکؔ بسوانی، سید ضیاء علوی ضیاؔ قابلِ ذکر ہیں۔ موجودہ احبائے مخلصین میں شاہ سید حسن احمد صاحب حسنؔ، جنابِ رشید احمد صاحب صدیقی رشیدؔ، ڈاکٹر عبد العزیز صاحب عزیزؔ، انوار الحق صاحب انوارؔ سیتا پوری، مست حفیظؔ رحمانی، غمگینؔ سیتا پوری، حکیم منظور حسین خاں صاحب ساغرؔ بلکھیم پوری، محی الدین صاحب عزمیؔ خیر آبادی، اقبال کوثر بسوانی، کی رفاقتیں میرے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ میں اپنے جملہ رفقائے اربابِ قلم کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنی تقریظات سے میری فکرِ سخن کو عظمت سے ہمکنار فرمایا۔ خدا انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

رجب علی جنبشؔ خیر آبادی

شیخ سرائے۔ خیر آباد، ضلع سیتاپور

ابوالخیر ندوی

جنبشؔ خیرآبادی ایک کامیاب شخصیت

جب ہم دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بے شمار ایسے افراد نظر آتے ہیں جنھوں نے انسانیت کی خدمت کا بیڑا اٹھایا، چاہے وہ ادبا و شعرا ہوں چاہے حکما و فلاسفہ ہوں، مگر جنھوں نے اپنی زندگی کا سودا اپنے متعلقہ فن سے کرلیا وہ کامیاب رہا۔

وطن عزیز میں اردو ادباء و شعراء کی ایک طویل فہرست ہے، لیکن اس بھیڑ سے وہ اصحاب فکر و فن جنھوں نے شعر و ادب سے اپنی حیات کا سودا کرلیا نتیجتاً ایک وقت وہ آیا کہ ان کا اسلوب ایک خاص اہمیت وانفرادیت کا حامل ہوگیا تو دنیا نے اسے صاحب طرز ادیب کا درجہ دیا۔ چنانچہ اقبال، غالب، میر، رجب علی بیگ، حالی شبلی وغیرہ دیگر اساتذۂ فن اپنی تحریروں کے حوالے سے پہچانے گئے۔

ضلع سیتاپور، یو۔پی کا معروف علمی و ادبی قصبہ خیرآباد اودھ جسے فراق گورکھپوری ملک کا تیسرا اردو کا مکتب قرار دیتے تھے۔ اردو کا یہ تیسرا مکتب اپنا شاندار ماضی رکھتا ہے۔ اس مقدس سرزمین نے ہر میدان کے افراد کو جنم دیا ہے۔ علامہ فضلِ حق خیرآبادی، جناب ریاضؔ خیرآبادی، محترم اثیم خیرآبادی، بچوں وخواتین کے ادیب حضرت مائل خیرآبادی اور اسی سلسلۃ الذہب کی کڑی جناب جنبشؔ خیرآبادی ہیں جن کا مجموعۂ کلام ''غزلوں کا سفر'' مقبول عام ہوا۔

موصوف کا سرمایۂ حیات زیرِ نظر مجموعہ ''گلِ خضراء'' کی اشاعت موصوف کے لئے نجاتِ آخرت اور خیر آباد اودھ کا نام روشن کرنے کی ایک کامیاب کوشش ثابت ہوگی۔

جنابِ جنبش کی نعت کا ہر مصرعہ اس بات کا آئینہ دار ہے کہ انھوں نے نعتِ نبیؐ پاک کو عشقِ نبی میں ڈوب کر لکھا ہے۔ مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین کامل ہے کہ یہ مجموعہ اصحابِ علم وفن کے درمیان قابلِ قدر ہوگا۔

ابوالخیر ندوی
ڈائریکٹر ذکری ایجوکیشنل سوسائٹی
قصبہ تمبور ضلع سیتاپور

گلِ خضرا

مشام زندگی کے واسطے مہکا گلِ خضرا
بہارِ گلشنِ رحمت کا ہے تحفہ گلِ خضرا

جھکائی آنکھ گلزارِ سخن کے سارے پھولوں نے
کچھ ایسا مسکرا کر شان سے آیا گلِ خضرا

نظر افروز اربابِ ادب آپس میں کہتے ہیں
خدا کے فضل سے ہے کتنا با معنیٰ گلِ خضرا

جبھی تو بن گیا ہے مرکزِ فکرِ رسا میری
مبادا حشر میں سر پر کرے سایہ گلِ خضرا

کسے محروم رکھا بوئے گلزارِ حقیقت سے
نہیں کس کی نگاہِ شوق پر چھایا گلِ خضرا

مرقع حمد و نعت و منقبت کا اس کو کہتے ہیں
جمالِ سرمدی کا ہے یہ آئینہ گلِ خضرا

دعا یہ ہے معطّر سب کے ذہن و دل رہیں جنبشؔ
تقدّس کی مہک دیتا رہے میرا گلِ خضرا

بابِ حمد

حمد

تو ہی لَم یَزل تو ہی کبریا تری شان جلّ جلالہٗ
تو ہی ابتدا تو ہی انتہا تری شان جلّ جلالہٗ

تو ہزاروں پردوں میں ہو اگر مری چشمِ شوق پہ کیا اثر
مرا دل ہے تیرا ہی آئینہ تری شان جلّ جلالہٗ

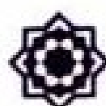
تجھے نورِ صبحِ ازل کہیں تجھے رنگِ شامِ ابد کہیں
کہ یہ حسن ہے تری ذات کا تری شان جلّ جلالہٗ

تو عیاں بھی ہے تو نہاں بھی ہے تو یہاں بھی ہے تو وہاں بھی ہے
ترا راز راز ہے اے خدا تری شان جلّ جلالہٗ

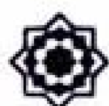
مری زندگی تری رحمتیں مرے دل میں تیری ہی دھڑکنیں
مرا ہر نفس ہے تری صدا تری شان جلّ جلالہٗ

مرا فرض ہے تری بندگی کہ ہے لا شریکَ لہٗ تو ہی
نہیں تجھ سا کوئی بھی دوسرا تری شان جلّ جلالہٗ

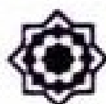
کوئی جنبشؔ ایسی گھڑی بھی ہو کہ غلافِ کعبہ ہو ہاتھ میں
کہوں جھوم کر کہ مرے خدا تری شان جلّ جلالہٗ



تذکرہ یا خدا ہے عام ترا
ہر زباں جپ رہی ہے نام ترا
سب کی آنکھوں میں نور ہے تیرا
سب کے دل میں ہوا قیام ترا
رات دن تجھ کو یاد کرتا ہوں
ذکر کرتا ہوں صبح و شام ترا
میری ہستی کا ربط تجھ سے ہے
میری ہر سانس ہے پیام ترا
بندگی تیری سب پہ واجب ہے
کون ہے جو نہیں غلام ترا
کیف ہوتا ہے روح پر طاری
سُن کی کیف آفریں کلام ترا
جرم کرنا سرشت ہے میری
ہاں مگر بخشنا ہے کام ترا
بے کسی جب فروغ پاتی ہے
آہی جاتا ہے لب پہ نام ترا
تاب نظارہ لائے کیا جنبش
جزوِ ایماں ہے احترام ترا



اللہ اکبر اللہ اکبر
یعنی خدا ہے سب سے بڑھ کر
سب کی نیّا کھینے والا
سب کو روزی دینے والا
سورج اس کے در کا بھکاری
چاند ستارے اُس کے پجاری
دھرتی اور آکاش پکارے
ساری دنیا اس کے سہارے
دریا اور دریا کی روانی
سب میں اُس کی بولی بانی
پھولوں کی مہکار میں وہ ہے
چڑیوں کی چہکار میں وہ ہے
ذہن کو وسعت دینے والا
علم کی دولت دینے والا
جس کو چاہے عزت دیوے
جس کو چاہے ذلت دیوے
سر اُس کے ہی در پہ جھکاؤ
جنبشؔ اُس کے ہی گن گاؤ



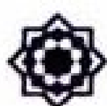
تو پردۂ اَسرار میں ہے اور عیاں میں
ظاہر میں ہے ہستی مری باطن میں کہاں میں

اپنا لیا مجھ کو تری نسبت کی حدوں نے
اب میرا یہ عالم ہے جہاں تو ہے وہاں میں

سب جان گئے مجھ کو ترے نام کے صدقے
یہ حسنِ عنایت ہے کہاں اور کہاں میں

سب کچھ مرے گہوارۂ الفاظ میں گم ہے
گویا ہوں ترے حُسنِ تکلم کی زباں میں

احساس کی حد تک مجھے پہچانئے جنبشؔ
وہ اپنی حقیقت ہے تو ہوں اُس کا نشاں میں



زمیں سے عرش تک یارب ترا ہی نور چھایا ہے
تری ہی روشنی سے ذرّہ ذرّہ جگمگایا ہے

تجلّی ہی سے تیری قسمتِ صبحِ ازل چمکی
ترے ہی نور سے شامِ ابد نے رنگ پایا ہے

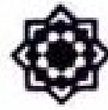
بہ لفظِ کُن ہوئی تخلیقِ موجوداتِ ہر عالم
ترا ایماء وجودِ ظاہر و باطن پہ چھا یا ہے

ترا ہی نور تھا جو وادیٔ ایمن میں چمکا تھا
تجلّی ہی نے تیری کعبہ کو کعبہ بنایا ہے

عروجِ منصبِ تخلیق بخشا جسمِ خاکی کو
بشر کی شکل میں انساں تری عظمت کا سایا ہے

وجودِ ہستیٔ ہر ذی نفس آئینہ ہے تیرا
دلوں میں نور آنکھوں میں ترا جلوہ سمایا ہے

الٰہ العالمیں بر حق تو ہی مسجودِ ہر عالم
ترے ہی سامنے جنبشؔ نے اپنا سر جھکایا ہے



اللہ تیرا نام تری ذات پاک ہے
تو ہستیِ دوام تری ذات پاک ہے

تیری ہی ذاتِ پاک ہے وہ مرکزِ نگاہ
تو رحمتِ دوام تری ذات پاک ہے

لوح و قلم ہیں تیرے اشارے کے ملتجی
تو نُطقِ لا کلام تری ذات پاک ہے

ہر صاحبِ جمال میں تیری ہی آب و تاب
تو جلوۂ تمام تری ذات پاک ہے

مسجودِ ہر نفس تو ہی معبودِ کُل وجود
ہر شے تری غلام تری ذات پاک ہے

کر در گزر تو جنبشؔ عاصی کا ہر گناہ
اے ربِّ خاص و عام تری ذات پاک ہے

بابِ نعت

مظہرِ حق جلوۂ یزداں محمد مصطفےٰ
کعبۂ دل کعبۂ ایماں محمد مصطفےٰ

کُنتَ نوراً کاملاً اَنتَ حبیبی سیّدی
نطق بر حق صاحبِ قرآں محمد مصطفےٰ

ہے بہارِ دید سے نا آشنا گلزارِ شوق
اب تو کچھ پھولے پھلے ارماں محمد مصطفےٰ

ہم گنہ گارانِ اُمت کا سہارا آپ ہیں
یا نبیؐ یا شافعِ عصیاں محمد مصطفےٰ

آپ کے قدموں سے ہی ملتی ہے راہِ معرفت
آپ ہی سے جادۂ عرفاں محمد مصطفےٰ

سایۂ دامانِ رحمت اہلِ محشر کے لئے
آپ ہی کا سایۂ داماں محمد مصطفےٰ

نزع کی سختی اٹھا لینا مرے بس کی نہیں
یہ بھی منزل ہو مری آساں محمد مصطفےٰؐ

ہر صحابی عرشِ دینِ حق کا اک بدرِ منیر
سب میں تیرا جلوۂ خنداں محمد مصطفےٰؐ

جنبشؔ مجبور پر بھی ہو کوئی چشمِ کرم
آخرت کا کچھ نہیں ساماں محمد مصطفےٰؐ





سراپا برقِ ایمن جلوۂ رعنا محمدؐ کا
ظہورِ عینِ ذاتِ کبریا نقشہ کا محمدؐ کا

جمال و نور کا حامل رُخِ زیبا محمدؐ کا
ہزاروں ماہِ کامل اور اک جلوہ محمدؐ کا

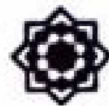
فروزاں نور ہے دنیا سے تا عقبیٰ محمدؐ کا
اِدھر جلوہ محمدؐ کا اُدھر جلوہ محمدؐ

مری قسمت میں لکھ دے کوچہ پیمائی مدینے کی
الٰہی ہر گھڑی سر میں رہے سودا محمدؐ کا

نگاہِ نور افزا جب بہ اوجِ مُنتہا پہنچی
نظر آیا فروغِ لامکاں جلوہ محمدؐ کا

مجسّم نورِ یزدانی سراپا حسنِ ربّانی
فروغِ کثرتِ جلوہ بنا پردہ محمدؐ کا

جمالِ حسنِ یکتا کیوں نہ اے جنبشؔ نظر آئے
کہ ہے آئینۂ وحدت رخِ زیبا محمدؐ کا



ہو محوِ یاد اے دل بن کے دیوانہ محمدؐ کا
کہ ہر افسانے سے بہتر ہے افسانہ محمدؐ کا

مدینے جانے والے جھولیاں بھر بھر کے لاتے ہیں
جواہر ریز ہے دربارِ شاہانہ محمدؐ کا

ہوا مستِ اَلَست اک گھونٹ قسمت سے ملا جس کو
غضب کی معرفت رکھتا ہے میخانہ محمدؐ کا

نظر فردوس تک جاتی ہے لیکن لوٹ آتی ہے
تخیّل میں بسا ہے جب سے کاشانہ محمدؐ کا

ہماری روح کا جوہر جنونِ عشقِ احمدؐ ہے
ازل ہی سے ہمارا دل ہے دیوانہ محمدؐ کا

وہاں کھنچ آئے گی شاید فضا مکّہ مدینہ کی
جسے کہتے ہیں جنت ہو گا کاشانہ محمدؐ کا

تمنا ہے تو بس اتنی ہے وقتِ نزع اے جنبشؔ
رہے جاری مرے ہونٹوں پہ افسانہ محمدؐ کا



چمک جائے ستارہ یا الٰہی میری قسمت کا
مدینہ جا کے دیکھوں در شہنشاہِ رسالتؐ کا

نہیں کچھ غم اگر اٹھنے کو ہے طوفاں قیامت کا
مرے سرکارؐ خود کر دیں گے بیڑا پار اُمت کا

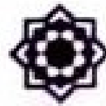
تمنا ہے کہ دم طیبہ میں نکلے اور یوں نکلے
زباں پر نام ہو اور سامنے روضہ ہو حضرتؐ کا

خدا نے لکھ دی فردوسِ بریں اُس کے مقدر میں
ہوا نظارہ جس کو سرورِؐ عالم کی تربت کا

لحد کی تیرگی سے میں کبھی گھبرا نہیں سکتا
چراغاں ہو گا دامن پر مرے اشکِ محبت کا

بلا لو اپنے در پر یا محمد مصطفٰے مجھ کو
جبینِ شوق میں بیتاب ہے سجدہ عقیدت کا

وہی ہیں ہاں وہی آنکھیں بصیرت آفریں جنبشؔ
شرف حاصل ہوا جن کو مدینہ کی زیارت کا



تصور میں رسول اللہ کا جب آستاں دیکھا
عقیدت سے جبینِ شوق کو سجدہ کناں دیکھا

تمھیں شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ کی شان زیبا ہے
تمھاری زندگی کو جلوہ زارِ دو جہاں دیکھا

شبِ اَسرا کا عالم قربِ اَو ادنیٰ کا نظّارہ
احد میں وصلِ ذاتِ میم احمدؐ بے گماں دیکھا

ہوا مظہر خدا کا پیکرِ خاکی میں جلوہ گر
بشر کی شکل میں نورِ مکینِ لامکاں دیکھا

ہوالظاہر ہوالباطن خدا کی ذات ہے لیکن
تمھارے نور کو نورِ خدا کا ترجماں دیکھا

محبت اور بے دیکھے محبت غیر ممکن تھی
مگر اب سوچنا یہ ہے تمھیں ہم نے کہاں دیکھا

کرم بر دوش رحمت نے لیا آغوش میں بڑھ کر
گنہ گاروں نے جب تم کو بہ چشمِ بے کساں دیکھا

مدینہ مجھ کو بھی پہنچا کہ یا رب کہہ سکوں میں بھی
مری آنکھوں نے سلطانِ عرب کا آستاں دیکھا

ثنائے پاک کا حق کیا کسی سے ہو ادا جنبشؔ
کہ خلّاقِ جہاں کو خود نبیؐ کا مدح خواں دیکھا



اُسی کو آئے گا عشقِ نبیؐ میں لطف جینے کا
کہ ہے انداز جس میں زہرِ غم ہنس ہنس کے پینے کا

گھرے گا موجِ غم میں جب کوئی بندہ مدینے کا
خدا خود نا خدا بن جائے گا اس کے سفینے کا

جلا کرتی ہے دل میں آگ ہر لمحہ محبت کی
ترے ہی نام پر ہر آبلہ ہے میرے سینے کا

خدا کے واسطے اپنے ہی دامن میں چھپا لیجے
جیوں گا یا محمدؐ میں گدا بن کر مدینے کا

چلے کچھ ایسا رخ لے کر ہوائے زندگی یا رب
مدینے کی طرف ہو جائے رُخ میرے سفینے کا

مہک پھولوں سے بڑھ کر ہے مرے اشکِ محبت کی
اثر آ ہی گیا آخر محمدؐ کے پسینے کا

ٹھہر کر رہ گیا آنسو مری پلکوں پہ اے جنبشؔ
مقدر رنگ اک دن لائے گا اِس آبگینے کا



دامانِ کرم جب ہو سر پر پھر دل کو بھلا غم کیا ہوگا
سائے سے ترے بڑھ کا سایہ اے رحمتِ عالم کیا ہوگا

یا سرورِ عالم صلِّ علیٰ غفلت ہی میں گذری عمر صدا
جس وقت دمِ آخر ہوگا ہونٹوں پہ مرے دم کیا ہو گا

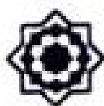
اے تیرِ نگاہِ ختمِ رُسلؐ سینے میں خلش ہی رہنے دے
جب زخم ہی لذّت دے دل کو تو زخم کا مرہم کیا ہوگا

اک آگ بھری ہے سینے میں دل ہجرِ نبیؐ میں جلتا ہے
ہر اشک ہے میری آنکھوں کا اک شعلۂ برہم کیا ہوگا

انوار بداماں چہرے سے جب میم کا پردہ اُٹھے گا
اُس وقت تجلّی کا عالم اے نورِ مجسّم کیا ہوگا

اے حلقۂ دامِ زلفِ نبیؐ دل خوش ہے اسیری پر اپنی
پھر کیسے کہے تقدیر مری اے گیسوئے پُر خم کیا ہوگا

برسات تو اپنے اشکوں کی بس میں ہے مرے لیکن جنبشؔ
جو آگ لگی ہے دل میں مرے اُس آگ کا عالم کیا ہوگا



ہوا سنکی ، کلی مہکی بہاروں کا سلام آیا
چمن کی روح میں ڈھل کر نبیؐ کا لب پہ نام آیا

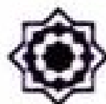
کِھنچا جاتا ہے اب بے ساختہ دل جانبِ طیبہ
مدینہ کی ہوا بن کر محمدؐ کا پیام آیا

یہ رحمت ہے خدا کی یہ عنایت ہے محمدؐ کی
اِدھر سے بھی کلام آیا اُدھر سے بھی کلام آیا

مرے دل کا تعلق کیوں نہ ہو نامِ محمدؐ سے
یہ ایسا نام ہے جو نام ہر عالم میں کام آیا

اب آنکھیں بند ہونے کو ہیں نبضیں چھوٹی جاتی ہیں
کرم یا مصطفےٰؐ اب زندگی میں وقتِ شام آیا

کرم کچھ اس قدر ساقیِ کوثر کا ہے اے جنبشؔ
میں جس محفل میں بھی پہنچا مرے ہاتھوں میں جام آیا



مسکراتا ہوا نعت پڑھنے لگا ایک شاعر غلامِ حبیبِ خدا
وہ حبیبِ خدا اشرف الانبیا نورِ ربّ العلیٰ اور خیر الوریٰ

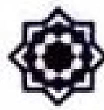
کلیاں ارمان کی مسکرانے لگیں غنچے ایمان کے رنگ لانے لگے
کھل اٹھا کھل اٹھا اپنے دل کا چمن آرہی ہے مدینے کی ٹھنڈی ہوا

لیجئے بات طیبہ کی چھڑ ہی گئی لیجئے بدلی رحمت کی گھر ہی گئی
پھر لبوں پر محمدؐ کا نام آگیا، آ گیا لب پہ صلِّ علیٰ آگیا

ہر گلی آج نور العلےٰ نور ہے ہر طرف آنکھ میں جلوۂ طور ہے
یہ نبیؐ کا مرے ذکر مذکور ہے وہ نبی جن کو کہتے ہیں نور الہدیٰ

میرے سینے میں کوئی تمنا نہیں کیا تمنا ہو سینے میں دل ہی نہیں
میرا دل تو مدینے کی گلیوں میں ہے وہ مدینہ جہاں ہیں رسولِ خدا

میں ہوں جنبشؔ مجھے حسرتوں کے لئے کیوں نگاہِ کرم گدگداتی رہے
اِس سے بڑھ کر مجھے اور کیا چاہئے آپ آقا مرے میں غلام آپ کا



اے موجبِ گلزارِ عالم صحرا بھی گوارا ہو جاتا
اک بار جو میری آنکھوں کو طیبہ کا نظارہ ہو جاتا

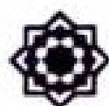
جب یادِ نبیؐ چٹکی لیتی اک دل میں تڑپ پیدا ہوتی
آنکھوں کی چمک جاتی قسمت ہر اشک ستارا ہو جاتا

حالاتِ شکستہ قرباں تھے آشفتہ مزاجی پر اپنی
غم آپ کا دل کو مل جاتا ہر غم سے کنارا ہو جاتا

پھر برقِ تجلّی لہراتی پھر دل میں تڑپ پیدا ہوتی
پھر طور کی محفل سج جاتی پھر کوئی نظارہ ہو جاتا

اس دور کے نازک لمحوں میں ایمان کا بچنا مشکل ہے
اے رحمتِ عالم ایسے میں رحمت کا اشارا ہو جاتا

معراج پہ اے جنبش جو کہیں مشتاق نگاہی آ جاتی
جس سمت نظر جاتی اُن کے جلووں کا نظارا ہو جاتا



زہد پر ناز نہ توبہ پہ بھروسہ کرنا
حشر میں شافعؑ عصیاں کا سہارا کرنا

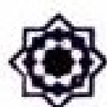
عزم جب اپنا کبھی جانبِ بطحیٰ کرنا
سر کے بل چلنا ہر اک گام پہ سجدہ کرنا

کاش مسکن مرا ہو جائے مدینہ یارب
ہر گھڑی کام ہو روضہ کا نظارہ کرنا

لب پہ جاری ہو مرے اسمِ گرامیِ رسولؐ
یہ دمِ نزع کرم اے مرے مولا کرنا

آپ کے بس کا ہے یہ نوحؑ کے قابو کا نہیں
بحرِ عصیاں سے مرا پار سفینہ کرنا

پڑھ کے جنبشؔ بہ دلِ صدق محمدؐ پہ درود
اپنی تقدیرِ محبت کو سنوارا کرنا



آپ کا دامنِ پاک کیا مل گیا
اک گنہ گار کو آسرا مل گیا

اب نہیں مجھ کو خورشیدِ محشر کا غم
سایۂ دامنِ مصطفٰے مل گیا

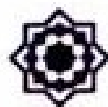
اللہ اللہ مدینہ کا کیا پوچھنا
سر جہاں پر جھکایا خدا مل گیا

آپ ہی کی تمنا تھی دل کو مرے
آپ کیا مل گئے مدعا مل گیا

اُن کی چشمِ عنایت کا مشکور ہوں
خواہشوں سے بھی مجھ کو سوا مل گیا

فیضِ ساقیِ کوثر ہے جاری جہاں
مجھ کو قسمت سے وہ میکدہ مل گیا

بحرِ عصیاں کا جنبشؔ نہیں کوئی غم
میری کشتی کو وہ نا خدا مل گیا



تمھیں اپنا روضہ دکھانا پڑے گا
مرا داغِ فرقت مٹانا پڑے گا

محبت کے ماروں سے کب تک چھپو گے
تمھیں رخ سے پردہ اٹھانا پڑے گا

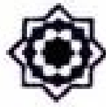
یہ مانا کہ اہلِ نظر ہم نہیں ہیں
مگر سامنے تم کو آنا پڑے گا

تمھارے سوا حشر میں کون ہوگا
مرا پار بیڑا لگانا پڑے گا

اگر ہے سلامت مرا جذبِ الفت
مدینے میں تم کو بلانا پڑے گا

تمھیں میری الفت نبھانی پڑے گی
مجھے غم تمھارا اٹھانا پڑے گا

جہاں نقشِ پائے نبیؐ ہوگا جنبشؔ
سر اپنا وہاں پر جھکانا پڑے گا



محمدؐ کا میرے کرم دیکھ لینا
مٹے گا جدائی کا غم دیکھ لینا

مرے دل کا غم ہوگا کم دیکھ لینا
ہنسے گی مری چشمِ نم دیکھ لینا

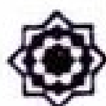
بلاوا مدینے سے ہے آنے والا
نہ ہوں گے اب آشفتہ ہم دیکھ لینا

مَلک بھی جہاں سر جھکاتے ہیں جا کر
وہیں ہوگا سر اپنا خم دیکھ لینا

تسلّی مجھے دی ہے میری طلب نے
نہ اب ہوگا کوئی بھی غم دیکھ لینا

خدا کے لئے اے کرم کرنے والے
مری بھی ذرا چشمِ نم دیکھ لینا

خطا جب مری رنگ لائے گی جنبش
تو بے چین ہوگا کرم دیکھ لینا



آرزو صبح کی ہر شب کی دعا آج کی رات
مہر و انجم کے مقدر کی ضیا آج کی رات

کارواں صبح کا منزل سے نہ بھٹکے گا کبھی
ہر سویرے کے لئے راہنما آج کی رات

ہر نفس اُبھرا محبت کا تقدّس لے کر
دل ہوا محرمِ اسرارِ وفا آج کی رات

آج کی رات ہے معراج محمدؐ کی نقیب
بشریّت ہے سرِ عرشِ علیٰ آج کی رات

تابِ نظّارگیِ ماہِ عرب بس کی نہیں
ذرّہ ذرّہ پہ ہے جلووں کی رِدا آج کی رات

رکھ لئے آنکھ میں فردوسِ تجلّی کی طرح
کہکشاں نے ترے نقشِ کفِ پا آج کی رات

میں بھی پہنچوں قدمِ ختمِ رسلؐ تک جنبشؔ
اپنے اللہ سے کرتا ہوں دعا آج کی رات



پھول بن کر کھل اٹھا ہر ایک پتھر کا مزاج
مسکرایا فصلِ گل بن کر پیمبر کا مزاج

جلوہ پاشی کر رہا ہے ہر طرف بدرالدجیٰ
ہو گیا ہے آسماں پر ماہ و اختر کا مزاج

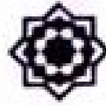
امتیازاتِ نظر اسلام کا حصّہ نہیں
قطرہ قطرہ پوچھ ہی لے گا سمندر کا مزاج

شرع آئینہ ہے اربابِ نظر کے سامنے
صورتِ قرآں کُھلا ہے ربِّ اکبر کا مزاج

دوشِ سرکارِؐ دو عالم پر جو گیسو کھل گئے
پوچھنے آئی صبا زلفِ معنبر کا مزاج

کتنی نور افزا ہے تیری ذات اے میرے رسولؐ
پانی پانی ہو گیا ہر ایک گوہر کا مزاج

کاش مل جاتا پسینہ سرورِؐ لولاک کا
پوچھ لیتے ہم بھی اے جنبشؔ گلِ تر کا مزاج



لبوں سے ادا ہو محمدؐ محمدؐ
زباں پر لکھا ہو محمدؐ محمدؐ

پہنچ جائیں گی رحمتیں انتہا پر
جو بے انتہا ہو محمدؐ محمدؐ

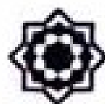
ادا دل کی دھڑکن سے صلِ علیٰ ہو
وظیفہ مرا ہو محمدؐ محمدؐ

وہی ہے جنونِ بلالی کا حامل
جو کہتا پھرا ہو محمدؐ محمدؐ

سنور جائے ہر برگ و گل کا مقدر
بہ موجِ صبا ہو محمدؐ محمدؐ

جہاں حشر کے روز ہو نفسی نفسی
وہاں کی صدا ہو محمدؐ محمدؐ

لحد ہو گی نور العلیٰ نور جنبشؔ
کفن پر لکھا ہو محمدؐ محمدؐ



مدینے بلا لو خدارا محمدؐ
دکھا دو دکھا دو نظارا محمدؐ

بنے روزِ محشر سہارا محمدؐ
جو ہاتھ آئے دامن تمھارا محمدؐ

مری کیا، بنے سارے عالم کی بگڑی
جو کر دو کرم کا اشارا محمدؐ

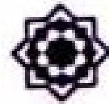
مرا دیدۂ شوق پائے سعادت
مدینے کا جب ہو نظارا محمدؐ

خدارا مری لاج محشر میں رکھنا
کہ ہوں نام لیوا تمھارا محمدؐ

جو پڑ جائیں مجھ پر کرم کی نگاہیں
مقدر کا چمکے ستارا محمدؐ

ہر اک سانس صلِّ علیٰ کہہ رہی ہے
کہ ہے نام لب پر تمھارا محمدؐ

کہے حالِ غم تم سے کیا اپنا جنبشؔ
کہ سب تم پہ ہے آشکارا محمدؐ



مدینے کے دلکش نظارے محمدؐ
مقدر میں لکھ دو ہمارے محمدؐ

اُٹھا دی جو چشمِ ضیا بار تم نے
تو ذرّے بنے چاند تارے محمدؐ

ملی جن کے صدقے میں راہِ حقیقت
وہ نقشِ قدم تھے تمہارے محمدؐ

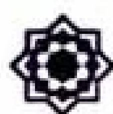
جہانِ مکمل کی سعیٔ مسلسل
تمہارے ذرا سے اشارے محمدؐ

ہمیں بھی ذرا بھیک رحمت کی دے دو
کہ ہم بھی ہیں دامن پسارے محمدؐ

کرے اس کی اللہ مشکل کُشائی
تمھیں دل سے جو بھی پکارے محمدؐ

خبر لیجئے میرے سوزِ دروں کی
اُگلتی ہیں سانسیں شرارے محمد

تمہارے سوا جنبشِ پُر خطا کی
بھلا کون قسمت سنوارے محمد



مرا دل بھی ہے تشنہ کامِ محمدؐ
کوئی جام ادھر بھی بنامِ محمدؐ
بھرے ہیں نظر میں رسالت کے جلوے
ہے آنکھوں میں میری قیامِ محمدؐ
محبت تعیّن کی منزل نہیں ہے
مرے دل سے پوچھو مقامِ محمدؐ
بیانِ رُسلؑ ہے زبانِ الٰہی
کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ
نظر در نظر حسنِ ذوقِ عقیدت
نفس در نفس احترامِ محمدؐ
نویدِ ہدایت ہے ایمان والو
ہے قرآن صورت پیامِ محمدؐ
ہماری نظر قابَ قوسین تک ہے
خدا جانتا ہے مقامِ محمدؐ
زباں پر مری لاکھ پابندیاں ہوں
کلیجہ پہ لکّھا ہے نامِ محمدؐ
قدم چومتی ہے مرے بادشاہی
کہ میں بھی ہوں جنبشؔ غلامِ محمدؐ



ابرِ کرم کا سلسلہ صلِّ علیٰ محمدٍؐ
سایہ غموں کی دھوپ کا صلِّ علیٰ محمدٍؐ

دیتا ہے روح کو مزہ صلِّ علیٰ محمدٍؐ
پھر سے کہو یونہی ذرا صلِّ علیٰ محمدٍؐ

عشقِ نبیؐ میں جب کبھی بڑھ گئی بے کلی مری
درد بھی اٹھ کے کہہ اٹھا صلِّ علیٰ محمدٍؐ

قدسیٔ خلد کہہ اٹھے جنبشِ لب کو مرحبا
نکلا جو کہہ کے دم مرا صلِّ علیٰ محمدٍؐ

حشر میں پہنچے جب نبیؐ بولے یہ سارے اُمتی
رحمتِ حق شفیعنا صلِّ علیٰ محمدٍؐ

ذوقِ نظر کا مدعا روضہ مرے رسولؐ کا
سودا زبانِ شوق کا صلِّ علیٰ محمدٍؐ

جنبشِؔ بے نوا بھی ہے طیبہ کی آرزو لئے
چشمِ کرم ہو مصطفیٰؐ صلِّ علیٰ محمدٍؐ



آئی جو یادِ مصطفٰے صلِ علٰی محمدؐ
آنسو بھی پا گئے ضیا صلِ علٰی محمدؐ

حسنِ ازل کا آئینہ صلِ علٰی محمدؐ
یعنی جمالِ مصطفٰے صلِ علٰی محمدؐ

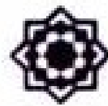
گیسو نبیؐ کے کھل گئے پھولوں کے ہوش اڑ گئے
کہتی ہوئی چلی صبا صلِ علٰی محمدؐ

مہرِ سکوت جب لگے نزع میں یا خدا مرے
دل کی زباں سے ہو ادا صلِ علٰی محمدؐ

قبر کی زندگی میں بھی کیفیتِ بہار ہو
مہکا کرے گلاب سا صلِ علٰی محمدؐ

موجوں میں حادثات کی ساحلِ پُر اماں ملے
کہتا رہے جو نا خدا صلِ علٰی محمدؐ

جنبشؔ خوش نصیب ہوں نعتِ نبیؐ ہے مشغلہ
کہتا ہے ہر نفس مرا صلِ علٰی محمدؐ



کہہ رہا ہے نبیؐ کو خدا دیکھ کر
مجھ کو دیکھو مرا آئینہ دیکھ کر

میں تصور میں طیبہ پہنچ ہی گیا
حسنِ تقدیر کا راستہ دیکھ کر

جی نگاہِ تمنا کا بھرتا نہیں
روضۂ سرورِؐ انبیاؑ دیکھ کر

حد سے بڑھ کر گنہ پانی پانی ہوئے
رحمتِ حق کو لا انتہا دیکھ کر

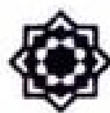
آرزوئے مدینہ بہر گام ہے
میری راہوں میں آ اے قضا دیکھ کر

سر پہ احساسِ غم کی نہ دھوپ آسکی
سایۂ دامنِ مصطفٰےؐ دیکھ کر

موجِ نکہت سے بھی کوئی لغزش نہ ہو
یہ مدینہ ہے چل اے صبا دیکھ کر

راستہ روک کر بے کسی رو پڑی
سوئے طیبہ ارادہ مرا دیکھ کر

نعت کی راہ میں چلئے جنبشؔ مگر
کچھ ذرا سوچ کر کچھ ذرا دیکھ کر



ہر صبح کی تمنا بارہ ربیع الاوّل
جلوؤں کی ایک دنیا بارہ ربیع الاوّل

اے نیّرِ منور تقدیر پر ہو نازاں
ہوتی ہے جلوہ آرا بارہ ربیع الاوّل

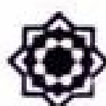
اِس دن رسولِؐ اکرم کی بعثتِ مبارک
ہر دن سے دن ہے اچھا بارہ ربیع الاوّل

سب کے شفیعِ عصیاں تشریف لا رہے ہیں
سب کے گنہ کا پردا بارہ ربیع الاوّل

عرفان و آگہی کے چشمے اُبل رہے ہیں
ہے معرفت کا دریا بارہ ربیع الاوّل

عکسِ خدائے برتر ذاتِ رسولِ انور
آئینۂ مجلّٰے بارہ ربیع الاوّل

خوبی نصیب کی ہے جنبشؔ جو پا گئے ہیں
سرکارؐ دیں کا صدقہ بارہ ربیع الاوّل



مظہرِ والشّمس حسنِ جلوۂ روئے رسولؐ
سورۂ والّیل سے مربوط گیسوئے رسولؐ

سر بہ سجدہ ہو کے حالِ عاشقِ روئے رسولؐ
اے صبا کہنا اگر جانا کبھی سوئے رسولؐ

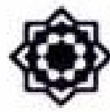
حشر میں ششدر نگاہِ شوق ہے دیکھے کسے
جلوۂ نورِ خدا یا جلوۂ روئے رسولؐ

اے نظر بڑھ کر پئے کشفِ تجلّی چوم لے
مخزنِ انوار ہے ہر ذرّۂ کوئے رسولؐ

دیکھ کر ہنگامہ آرائیِ محشر کا سماں
بے ارادہ بے کسی تکنے لگی سوئے رسولؐ

چھٹ گئی تاریکیٔ کفر و ذلالت چھٹ گئی
جس کے دل پر کر گئی گھر تیغِ ابروئے رسولؐ

ذرّہ ذرّہ کے نگاہِ شوق بوسے لے اٹھی
ہو نہ ہو جنبش یقیناً آ گیا کوئے رسولؐ



عکسِ جمالِ خالقِ عالم صلی اللہ علیہ و سلّم
حسن سراپا نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ و سلّم

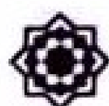
والیِ بے کس شافعِ محشر نازشِ رحمت ساقیِ کوثر
ہستیِ ذیشاں ذاتِ مکرّم صلی اللہ علیہ و سلّم

فصلِ بہاری چھیڑتی آئی صحنِ چمن میں ذکرِ محمدؐ
گر کے گلوں پر کہتی ہے شبنم صلی اللہ علیہ و سلّم

بھٹکی ہے منزل اُمتِ عاصی پھرتی ہے ہر سو ماری ماری
راہ دکھا دے رہبرِ عالم صلی اللہ علیہ و سلّم

ہے تو یہی ہے زیست کا حاصل اور یہی ہے آرزوئے دل
آپؐ کے در پر سر ہو مرا خم صلی اللہ علیہ و سلّم

نعت رسولِ پاک ہو جس دم شورِ سلام وصلوٰۃ ہو پیہم
نامِ محمدؐ لے کے کہیں ہم صلی اللہ علیہ و سلّم



صلّی اللہ علیہ وسلّم پڑھئے آیا نامِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم
ابرِ کرم رحمت کا بادل بن کر چھایا نامِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

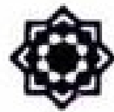
مست پوَن کی مستی چھائی فصلِ بہاری جھومتی آئی غنچۂ دل نے لی انگڑائی
بادِ سحر کا آنچل بن کر جب لہرایا نامِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

تقدیروں کے بھاگ جگائے دلکے نگینوں کو چمکائے آنکھوں کو بخشے جلوے یقیں کے
ایمانوں کا حسن بھی اپنے ساتھ میں لایا نامِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

روزِ ازل جب بات چلی ہے عشق کی دولت ہم کو ملی ہے ساری دنیا لوٹ گئی ہے
ہم نے یدِ قدرت سے اپنے دل پہ لکھایا نامِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم

بن گئی دنیا عقبیٰ منظر ہونٹ اجل نے چومے بڑھ کر جنبشؔ اس کو کہئے مقدر
اللہ اللہ جن کے لبوں پر نزع میں آیا نامِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم





آنکھوں میں اشک بھر کے لبِ بے صدا سے ہم
کچھ آج کہہ رہے ہیں رسولِؐ خدا سے ہم

اے بے کسوں کے آس غریبوں کا آسرا
کیا بات ہے جو آج ہیں بے آسرا سے ہم

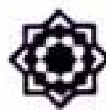
بن کر گدا جو پہنچے مدینے کسی طرح
لَوٹیں گے بھر کے جھولی درِ مصطفیٰؐ سے ہم

سب کہہ رہے ہیں جس کو رسالت کا آفتاب
طالب ہیں نور کے اُسی شمس الضحیٰ سے ہم

کیسا تھا وہ جمال وہ چہرہ وہ رنگ و روپ
یہ بات پوچھتے ہیں گلِ خوش نما سے ہم

ہم کو دعائیں دو تو درِ مصطفیٰؐ کی دو
شاید پہنچ ہی جائیں تمھاری دعا سے ہم

سرمایۂ حیات ہے عرفان و آگہی
جنبشؔ اسی کو مانگ رہے ہیں خدا سے ہم



ہے کیفیت سی طاری روح پر تو وجد ہے دل میں
حبیبؐ کبریا کا ہو رہا ہے ذکر محفل میں

اُٹھیں حُبِ نبیؐ کی اِس طرح موجیں مرے دل میں
حباب آسا فنا ہو جاؤں بحرِ عشقِ کامل میں

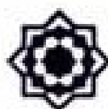
پہنچ کر پھر نہ واپس آ سکوں حسرت ہے یہ دل میں
الٰہی جا کے گم ہو جاؤں میں بطحیٰ کی منزل میں

سیہ پردہ کا ضامن مظہرِ نورِ تجلّی ہے
غلافِ کعبہ کے جلوے بھرے ہیں آنکھ کے تِل میں

خدا کے راستہ پر جب ہدایت لے چلی مجھ کو
ملے سرکارؐ کے نقشِ قدم ہر ایک منزل میں

یہ عالم ہے کہ اب ہر سانس سے شعلے نکلتے ہیں
تپ دوری نے بھر دیں یا محمدؐ بجلیاں دل میں

نہیں مقبول ہو سکتا عمل اس کا کوئی جنبشؔ
محبت جو رسولؐ اللہ کی رکھتا نہ ہو دل میں



یہ حسنِ تصور کا کرشمہ ہے نظر میں
ہر وقت مرے گنبدِ خضرا ہے نظر میں

غم مجھ کو نہ دے پائے گی اے دوریٔ منزل
کعبہ ہے مرے دل میں مدینہ ہے نظر میں

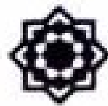
ہر سانس میں ربِّ اَرِنی ہی کی صدا ہے
جو طور پہ چمکا ہے وہ جلوہ ہے نظر میں

ہر وقت محمدؐ ہی کے جلووں کی طلب ہے
معلوم نہیں کون سا جذبہ ہے نظر میں

اے احمدِؐ مختار ذرا دو مجھے دیدار
ارماں ہے یہی دل میں تمنا ہے نظر میں

سرکارِؐ مدینہ کے سوا کون ہے اپنا
کہنے کو تو جنبشؔ مری دنیا ہے نظر میں





جمالِ سرمدی بن کر رہے یکتا حسینوں میں
محمدؐ مصطفٰے بدرالدجیٰ ہیں مہ جبینوں میں

نہ کیوں ہو نورِ عرفاں کی چمک دل کے نگینوں میں
نگاہوں میں تجلّی طور کی قرآن سینوں میں

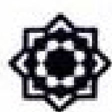
ہوا ہے اور نہ ہوگا کوئی بھی ثانی محمدؐ کا
یہ دُرِّ بے بہا یکتا ہے قدرت کے نگینوں میں

اِدھر بھی چشمِ رحمت یا الہٰ العالمیں اُٹھے
چھپائیں گے کہاں تک ہم یہ آنسو آستینوں میں

مری ہستی بھی اے نورِ مبیں پُر نور ہو جائے
رہوں میں بھی ہمیشہ چاند بن کر ہم نشینوں میں

اُٹھیں کتنے ہی طوفاں اپنی منزل رُک نہیں سکتی
چلے ہیں بیٹھ کر ارماں خیالوں کے سفینوں میں

ادب ہے شرط اے جنبشؔ درِ سرکارؐ والا پر
قرینہ سیکھ کر جانا نہ ہونا بے قرینوں میں



تمنا ہے مری جب تک رہوں دنیا کے سائے میں
الٰہی زندگی گزرے مری طیبہ کے سائے میں

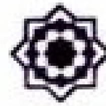
میں دیوانہ ترا روحِ بلالی رہنما میری
پھرا کرتی ہے میری آرزو بطحا کے سائے میں

اگر جینا ہے تو یا رب جیوں نامِ محمدؐ پر
جو موت آئے تو آئے گنبدِ خضرا کے سائے میں

مری مجبوریاں میرے قدم بڑھنے نہیں دیتیں
صبا تو ہی مجھے پہنچا مرے آقا کے سائے میں

تمنائیں محبت کی کبھی دل میں نہیں دبتیں
یہ لہریں اٹھ کے سو سکتی نہیں دریا کے سائے میں

توجہ ساقیِ کوثر کی جنبشؔ کیوں نہ ہو مجھ پر
ڈھلی ہے عمر میری ساغر و مینا کے سائے میں



جبیں کو سجدۂ شکرِ خدا سے ہم سجاتے ہیں
تصور میں جب اپنے گنبدِ خضرا کو پاتے ہیں

ہمارا دل ہے روشن پرتوِ نورِ محمدؐ سے
ہمارے سینے میں انوارِ طیبہ مسکراتے ہیں

ہمارا ہر نفس مستی میں آکر وجد کرتا ہے
زباں پر تذکرے جب ساقیِ کوثر کے آتے ہیں

مدینہ میں بلا لو ہم کو بھی یا سرورؐ عالم
سنا ہے درد کے مارے وہاں تسکین پاتے ہیں

یہ عالم ہے نبیؐ کے نور کی ذرّہ نوازی کا
کہ تاروں کی طرح ذرّے زمیں کے مسکراتے ہیں

تڑپتی ہے جبیں اُس در پہ سجدہ ریز ہونے کو
فرشتے بھی عقیدت سے جہاں پر سر جھکاتے ہیں

شفیعِ عاصیاں آتے ہیں عرصہ گاہِ محشر میں
گنہ گاروں کی قسمت کے ستارے جگمگاتے ہیں

حقارت سے نہ دیکھو ہم سیہ کارانِ امت کو
گنہ گاروں کو آقاؐ اپنی کملی میں چھپاتے ہیں

شہنشاہِ رُسلؐ کی یاد جب آتی ہے اے جنبشؔ
مدینہ کی طرف ہم دیکھ کر آنسو بہاتے ہیں



ہر وقت مدینہ کے تصور میں پڑے ہیں
غافل جو ترے ہیں وہی ہشیار بڑے ہیں

دیکھیں گے تو بے پردہ ہی دیکھیں گے اُنھیں ہم
ضد اُن کو اُدھر ہے تو اِدھر ہم بھی اَڑے ہیں

محشر میں اُنھیں کون سا منہ لے کے ملیں گے
اکثر ہم اسی شرم کے عالم میں گڑے ہیں

اتنا گہر افشاں ہے غمِ سرورِ عالم
لگتا ہے کہ موتی مری پلکوں پہ جڑے ہیں

تو چاہے تو سب کچھ ہے ترے دستِ کرم میں
اے رحمتِ کونین ترے ہاتھ بڑے ہیں

جب بھی نظر آیا ہے کوئی زائرِ طیبہ
تقدیر سے ارمان مرے خوب لڑے ہیں

بیداریٔ قسمت پہ نہ کیوں ناز ہو جنبش
ہم خواب میں سرکارؐ کی چوکھٹ پہ پڑے ہیں



جو نکہتِ طیبہ کو لئے آئے ہوئے ہیں
وہ جھونکے ہوا کے مجھے بہلائے ہوئے ہیں

دھوکا کوئی دنیا کی خوشی دے نہیں سکتی
ہم احمدِؐ مختار کا غم پائے ہوئے ہیں

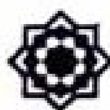
دیکھی تھی کبھی روزِ ازل اُن کی تجلّی
اب تک وہ تصور میں مرے چھائے ہوئے ہیں

کیا منہ کو دکھاؤں گا سرِ حشر کہ آقاؐ
آنسو بھی مرے آپ سے شرمائے ہوئے ہیں

ساقی میں تری بادۂ توحید کے صدقے
میخانے ترے جھوم کے لہرائے ہوئے ہیں

شاید نگہِ لطف و کرم اٹھے ادھر بھی
یہ سوچ کے ہم در پہ ترے آئے ہوئے ہیں

آنکھوں کے کٹوروں میں یہ آنسو نہیں جنبش
ہم اپنی مئے شوق کو چھلکائے ہوئے ہیں



گھٹا بن کے رحمت کی آئے ہوئے ہیں
محمدؐ دو عالم پہ چھائے ہوئے ہیں

تڑپ اور دل کی بڑھائے ہوئے ہیں
جو حاجی مدینہ سے آئے ہوئے ہیں

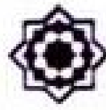
سوا آپ کے کون ہے یا محمدؐ
کہ جتنے تھے اپنے پرائے ہوئے ہیں

تمھیں یاد کرنا ہے ایمان اپنا
تمھیں سے تو ہم لَو لگائے ہوئے ہیں

خوشی لے کے دنیا کی ہم کیا کریں گے
مزہ تیرے غم کا اُٹھائے ہوئے ہیں

سراہا جنھیں تیری موجِ کرم نے
وہ دل مثلِ گل مسکرائے ہوئے ہیں

خوشا بخت، جن کی تمنا تھی جنبشؔ
وہ خود ہی تصور میں آئے ہوئے ہیں



تمھارا نام لے کر جی رہا ہوں
مگر فرقت میں آنسو پی رہا ہوں

امیدوں کے سہارے جی رہا ہوں
میں دل کے زخم خود ہی سی رہا ہوں

میں سمجھوں گا مبارک زندگی کو
اگر بن کر تری مرضی رہا ہوں

چلے ہیں اہلِ حق جس راستے پر
اُسی منزل کا میں راہی رہا ہوں

مدینے والے مَیں ہندوستاں میں
رہا ہوں ہاں مگر بے جی رہا ہوں

تمھارا ہو کے تم سے دور رہ کر
یہ پوچھو بھی کہ میں جی بھی رہا ہوں

اُنھیں آنکھوں میں اے جنبشؔ بسا کر
نگاہوں میں زمانے کی رہا ہوں



تمنا کا اپنی بھلا چاہتا ہوں
محمدؐ کا غم یا خدا چاہتا ہوں

میں جا کر دیارِ حبیبِ خدا میں
نبیؐ کے قدم چومنا چاہتا ہوں

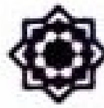
نبیؐ کی محبت میں کھویا ہوا ہوں
نہیں جانتا ہوں میں کیا چاہتا ہوں

مجھے اپنا دیوانہ کہہ کر پکارو
میں دیوانگی کا مزہ چاہتا ہوں

پھنسا لو مجھے اپنی زلفِ دوتا میں
گناہوں سے پہلے سزا چاہتا ہوں

دمِ نزع ہونٹوں پہ صلِ علیٰ ہو
کرم اتنا یا مصطفےٰؐ چاہتا ہوں

نمازِ محبت کا ارماں ہے جنبش
دیارِ حبیبؐ خدا چاہتا ہوں



تصور میں مدینہ چاہتا ہوں
اِسی صورت میں جینا چاہتا ہوں

ترا غم کھا کے جینا چاہتا ہوں
خوشی سے زہر پینا چاہتا ہوں

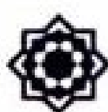
مجھے غم اپنا دے دو یا محمدؐ
میں جینے کا قرینہ چاہتا ہوں

نگاہِ لطف کے کچھ تار دے دو
کہ دل کے زخم سینا چاہتا ہوں

ہٹا دو عطرِ گل میری نظر سے
محمدؐ کا پسینہ چاہتا ہوں

محبت ہی کی موجوں میں رہے دل
تلاطم میں سفینہ چاہتا ہوں

دیارِ مصطفےٰ جنت ہے جنبشؔ
میں جیتے جی مدینہ چاہتا ہوں



میں عظمتِ محبوبِ خدا دیکھ رہا ہوں
آئینۂ لو لاکَ لما دیکھ رہا ہوں

سرکارؐ کے نقشِ کفِ پا دیکھ رہا ہوں
گویا بہ سرِ عرشِ علیٰ دیکھ رہا ہوں

اس وقت ہوں کچھ اور ہی عالم میں نہ پوچھو
گم کس کے تصور میں ہوں کیا دیکھ رہا ہوں

اے کعبۂ ادراکِ نظر گنبدِ خضریٰ
دل پر بھی ترا نقش کھنچا دیکھ رہا ہوں

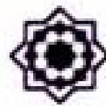
فانوس میں چھپنے کے نہیں شمع کے جلوے
پردے میں محمدؐ کے خدا دیکھ رہا ہوں

ہے بھی کہ نہیں میرے مقدر میں سفینہ
اے جذبۂ دل ٹھہر ذرا دیکھ رہا ہوں

پھر ذکر مدینہ کا ہے پھر یادِ نبیؐ ہے
پھر اُٹھے ہوئے دستِ دعا دیکھ رہا ہوں

پنہاں نہیں اقراء کی چمک قلب و نظر میں
اے جلوہ دہِ غارِ حرا دیکھ رہا ہوں

وابستہ ہے جس در سے مقدر مرا جنبش
شاہوں کو بھی اُس در کا گدا دیکھ رہا ہوں



اللہ اللہ مدینہ کا گلشن
جیسے پھیلا ہو جنت کا دامن

خواب ہی میں مدینہ بلا لو
کچھ تو تقدیر ہو جائے روشن

اللہ اللہ مزہ تیرے غم کا
لطف دینے لگی دل کی الجھن

تیری یادوں کے بادل گھرے ہیں
میری آنکھوں پہ چھایا ہے ساون

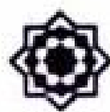
دم جو نکلے مدینہ میں نکلے
ہو دیارِ نبیؐ اپنا مدفن

سبز گنبد کے سائے میں یارب
طائرِ روح کا ہو نشیمن

یاد آئی تری لے کے جلوے
جگمگانے لگا دل کا آنگن

ہو کرم اے بہارِ مجسّم
پھول پھیلائے ہیں اپنا دامن

جنبش میرا سینہ مدینہ ہے
میرا دل ہے محمدؐ کا مسکن



قرآنِ مؤقر کی طرف دیکھ رہے ہیں
ہم روئے پیمبرؐ کی طرف دیکھ رہے ہیں

اخلاص کے پیکر کی طرف دیکھ رہے ہیں
رحمت کے سمندر کی طرف دیکھ رہے ہیں

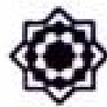
قرآنِ مقدس ہے جمالِ شہِ عالم
جس مصحفِ انور کی طرف دیکھ رہے ہیں

اِس آب کا کوئی دُرِ نایاب نہیں ہے
ایمان کے گوہر کی طرف دیکھ رہے ہیں

باطل ہوئی جاتی ہے ہر اک بُت کی خدائی
پتھر فنِ آزر کی کی طرف دیکھ رہے ہیں

جس نور سے وابستہ ہوئی شانِ مُدثّر
اُس نور کی چادر کی طرف دیکھ رہے ہیں

ہم کو کسی رہبر کی ضرورت نہیں جنبشؔ
ہم اپنے ہی رہبر کی کی طرف دیکھ رہے ہیں



ندامت رنگ لائے چشمِ رحمت کا اشارا ہو
سرِ محشر ہمارے اشک ہوں دامن تمھارا ہو

حضورِ شاہِ دیں اے چشمِ گریہ یہ دعا فرما
جو ٹپکے آپ کے دامن پہ وہ آنسو ہمارا ہو

بغیرِ حکم کیسے آستاں بوسی کو حاضر ہوں
میں اس کا منتظر ہوں چشمِ رحمت کا اشارا ہو

عدم ہی میں تمنّا تھی حلیمہ کے مقدر کی
کہ میری گود ہو اور آمنہ کا ماہ پارا ہو

وہ جلوے بخش دے اے گنبدِ خضریٰ کے آئینے
کہ جب دیکھے مجھے تو محوِ حیرت خود نظارا ہو

خدا آواز میں میری لگا دے قفلِ خاموشی
اگر میں نے سوا تیرے کسی کو بھی پکارا ہو

اسی خاطر تری گلیوں میں کرتا ہوں جبیں سائی
کہ تیرا نقشِ پا میرے مقدر کا ستارا ہو

تمھارے ہی سہارے ہر سہارے کی ضمانت ہے
خدا اُس کا سہارا ہے کہ جس کا تم سہارا ہو

مزہ تو جب ہے اپنی تشنہ کامی کا کہ اے جنبشؔ
نبیؐ کے ہاتھ میں ساغر ہو کوثر کا کنارا ہو



ساقیِ مدینہ کے ہاتھوں سے جو پینا ہو
ہر سانس کے دامن میں مستی کا خزینہ ہو

انوارِ تجلّی سے روشن مرا سینہ ہو
در پردہ دلِ تیرہ بھی وادیٔ سینا ہو

مستی کی طلب ہے تو اے جذبۂ سر مستی
کعبہ میں ذرا چل کر شغلِ مئے و مینا ہو

انوارِ تجلّی کا ارماں ہے اگر دل میں
رخ تیرا سوئے طیبہ اے وادیٔ سینا ہو

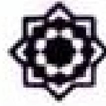
اس وقت مزہ آئے نظارۂ قدرت کا
جلووں سے ترے روشن جب دیدۂ بینا ہو

اللہ و محمدؐ سے وابستہ رہے مستی
کعبہ ہو مرے دل میں آنکھوں میں مدینہ ہو

یا شاہِ مدینہ بس اتنی ہی تمنا ہے
در پر ترے مرنا ہو در پر ترے جینا ہو

تقدیر کی کشتی کو دے دو جو سہارا تم
طوفانِ حوادث کی ہر موج سفینہ ہو

یوں راہ طریقت کی ملنے کی نہیں جنبشؔ
ہاتھ آئے گی جب منزل، جب خون پسینہ ہو



نسیمِ نُطقِ ازل کُن فکاں کی خوشبو
زباں خدا کی، محمدؐ قرآن کی خوشبو

بہارِ باغِ زمیں آسمان کی خوشبو
رسولِ پاک ہیں دونوں جہان کی خوشبو

لہو لہو میں ہے ابنِ خلیل کا صدقہ
نفس نفس میں ہے اک امتحان کی خوشبو

ہر اک مزاجِ مُطہر میں صورتِ اخلاص
رسولِ پاک ترے خاندان کی خوشبو

اٹھی جو کعبہ میں آواز حق مؤذن کی
تو پہنچی جا کے مدینہ اذان کی خوشبو

میں جب کبھی گلِ طیبہ کی بات کرتا ہوں
نسیم آتی ہے لینے زبان کی خوشبو

غلامِ سرورِ کونین ہوں میں اے جنبشؔ
ملے گی مجھ میں بھی اک آن بان کی خوشبو



گُہر سے سوا ہے وہ قیمت میں آنسو
جو ٹپکا محمدؐ کی فرقت میں آنسو

کسی نے مدینہ کا جب ذکر چھیڑا
نکل آئے آنکھوں سے حسرت میں آنسو

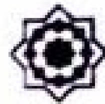
ہوا جب بھی شک دل کو یادِ نبیؐ پر
کیے پیش میں نے شہادت میں آنسو

محبت کی راہوں میں خالی تھا دامن
بڑے کام آئے محبت میں آنسو

مجھے میرے آقاؐ مدینہ بلا لو
کہاں تک بہاؤں گا فرقت میں آنسو

وہ یاد آرہے ہیں نہ رونے سے روکو
مزہ دے رہے ہیں محبت میں آنسو

بہیں گے جو آج اپنے عصیاں پہ جنبشؔ
وہ کام آئیں گے کل قیامت میں آنسو



ازل سے جلوہ گاہِ حسن میں مسند نشیں تم ہو
حقیقت میں سراپا نورِ رب العالمیں تم ہو

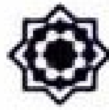
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ نام کے تارے
ازل سے گِرد تھے جس کے وہی ماہِ مبیں تم ہو

جدھر آنکھیں اٹھاتا ہوں تمھارا جلوہ پاتا ہوں
جہانِ رنگ و بو میں بس تمھیں تم ہو تمھیں تم ہو

نہ لے کیوں داورِ محشر اُسے آغوشِ رحمت میں
کہ جس اُمّت کے ہادی اے شفیعُ المذنبیں تم ہو

فضا برہم ہے دنیا کی زمانہ کج روی پر ہے
خبر اب لو کہاں اے سبز گنبد کے مکیں تم ہو؟

زمینِ ہند پر رہ کر نہ کیوں جنبش کا دل تڑپے
تمناؤں کا حاصل رحمت اللعالمیں تم ہو



اے معجزۂ الفتِ سرکارِ مدینہ
ہر سو نظر آئیں مجھے انوارِ مدینہ

اک پھول عقیدت کا ہر اک خارِ تمنا
گویا دلِ پُر داغ ہے گلزارِ مدینہ

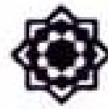
ہر فردِ عمل میری تہہِ دامنِ رحمت
ہاتھ آئے اگر دامنِ سرکارؐ مدینہ

میں مرغِ ثنا خوانِ شہنشاہِ زمن ہوں
ہر دم ہے مرے ذہن میں گلزارِ مدینہ

ہو مجھ پہ کوئی چشمِ کرم داورِ محشر
میں بھی ہوں غلامِ شہِ ابرارِ مدینہ

دیکھ اے اجل آنکھیں نہ ابھی بند ہوں میری
دل میں ہے ابھی حسرتِ دیدارِ مدینہ

مجھ کو ہوسِ روضۂ جنت نہیں جنبشؔ
میرا دلِ مشتاق طلب گارِ مدینہ



کرم کیجئے تاجدارِ مدینہ
کہاں تک رہوں بے قرارِ مدینہ

رہوں بن کے جزوِ دیارِ مدینہ
پھروں میں بہ شکلِ غبارِ مدینہ

مدینے کی گلیوں کے کریے تمنا
کہ خلدِ بریں ہے دیارِ مدینہ

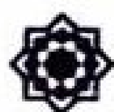
تصور میں تم نے کچھ ایسی پلا دی
نہ آنکھوں سے اُترا خمارِ مدینہ

مدینے میں ہے رحمتِ ہر دو عالم
سبھی رحمتیں ہیں نثارِ مدینہ

خدا جانے کب تک تڑپتی رہے گی
مری آرزوئے دیارِ مدینہ

درودوں کے غنچے سلاموں کی کلیاں
کھلاتی رہے گی بہارِ مدینہ

کھلی ہی رہے چشمِ مشتاق جنبش
رہے مر کے بھی انتظارِ مدینہ



یا نبیؐ بھر دو جلوؤں سے سینہ
میرے دل کو بنا دو نگینہ

اٹھ رہی ہیں محبت کی موجیں
اب جو چاہو ڈبو دو سفینہ

تم نے ایسا مجھے غم دیا ہے
آگیا زندگی کا قرینہ

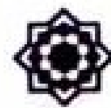
اپنے پیارے نواسوں کا صدقہ
یا محمدؐ دکھا دو مدینہ

بِن ترے اس طرح جی رہا ہوں
جیسے ہو بے سہارا سفینہ

دل کی دھڑکن محمدؐ محمدؐ
ہے زباں پر مدینہ مدینہ

کیوں نہ قسمت پہ گل مسکرائیں
پا گئے ہیں نبیؐ کا پسینہ

اُن کے غم کی تجلّی سے جنبش
دل مرا بن گیا ہے نگینہ



آنکھ میں بھر کا غم کا خزینہ
دیکھ رہے ہیں سوئے مدینہ

دل میں لکھا ہے نام نبیؐ کا
خوب انگوٹھی خوب نگینہ

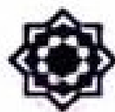
پھولوں کی خوشبو بھی مہک کر
مانگ رہی ہے ان کا پسینہ

دل ہر دم بے کل رہتا ہے
ہونٹوں پر ہر وقت مدینہ

اب تو دکھا دو روضۂ اطہر
اب تو کرم یا شاہِؐ مدینہ

چاہو ڈُبا دو چاہو تَرا دو
آپ کے بس میں میرا سفینہ

جنبشؔ اُن کے نام کے صدقے
سیکھ لیا جینے کا قرینہ



سب کے محبوب ہیں رسولؐ اللہ
خوب ہی خوب ہی ہیں رسولؐ اللہ

آپ کے دامنِ مبارک سے
ہم بھی منسوب ہیں رسولؐ اللہ

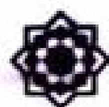
آپ کی یاد جن میں پنہاں ہے
غم وہ مرغوب ہیں رسولؐ اللہ

ہم طلب گار ہیں مدینہ کے
ہم کو مطلوب ہیں رسولؐ اللہ

کفر غالب نہ ہو کہیں ہم پر
قلب مغلوب ہیں رسولؐ اللہ

کیوں نہ محبوب ہوں زمانے کے
کس کے محبوب ہیں رسولؐ اللہ

کیوں نہ جنبشؔ پڑھیں درود و سلام
دل سے مرغوب ہیں رسولؐ اللہ



کیا شان ہے ان کی کیا منزل کیا اُن کا مقام اللہ اللہ
ہے عرش پہ جن کے نام کے ساتھ اللہ کا نام اللہ اللہ

خاموش لبی دل میں حسرت آنکھوں میں نمی بیتاب نظر
مجبورِ محبت کرتے ہیں یوں عمر تمام اللہ اللہ

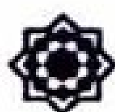
ساقیٔ مدینہ سے اپنی جو پیاس کی نسبت رکھتے ہیں
وہ رندِ محبت پیتے ہیں توحید کا جام اللہ اللہ

اُس در پہ سلامی کی حسرت معراج ہے دونوں عالم کی
جس در پہ فرشتے بھی جا کر کرتے سلام اللہ اللہ

سمجھا تو حلیمہ نے سمجھا جانا تو حلیمہ نے جانا
کہنے کو یتیم اور ہے دونوں عالم کا امام اللہ اللہ

وہ شہرِ مدینہ بھی کیا ہے جس شہرِ مدینہ والوں کی
ہر سانس کے دامن میں پنہاں رحمت کا پیام اللہ اللہ

اس حسنِ کرم پر اے جنبشؔ ہر سانس نہ کیوں قرباں جائے
ہم ایسے غلاموں کے لب پر سرکارؐ کا نام اللہ اللہ



اُٹھے چشمِ کرم دل ہے پریشاں یا رسول اللہ
کہ اب بس میں نہیں ہے دردِ ہجراں یا رسول اللہ

سبھی کے واسطے ہے ابرِ رحمت آپ کا دامن
سبھی کو آپ کے دامن کا ارماں یا رسول اللہ

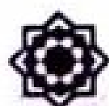
تمہیں آئینۂ سرِّ اَحَد کے جلوۂ معنیٰ
تمہیں ہو محرمِ اسرارِ پنہاں یا رسول اللہ

نوائے بے نوا ہو بے سہاروں کا سہارا ہو
تمہیں ہو ہاں تمہیں نازِ غریباں یا رسول اللہ

شفیع المذنبیں صلِّ علیٰ جب آئے محشر میں
خوشی سے چیخ اُٹھے اہلِ عصیاں یا رسول اللہ

صبا آئی جو نکہت لے کے گیسوئے محمدؐ کی
چمن میں کہہ اٹھے گلہائے خنداں یا رسول اللہ

جہاں تک سرورِ دیں کے قدم پہنچے ہیں اے جنبشؔ
وہاں تک کہہ رہی چشمِ عرفاں یا رسول اللہ



اللہ اللہ اے سراپا گلعذارِ میکدہ
ہر گلی کوچہ میں پھیلی ہے بہارِ میکدہ

اب کوئی چشمِ کرم ہو اب کوئی ساغر چلے
آگیا ہے در پہ تیرے بے قرارِ میکدہ

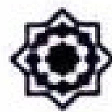
میرے ساقی تیری آنکھوں کا عجب انداز ہے
جس کو بھی دیکھو وہی ہے جاں نثارِ میکدہ

نشہ جتنا بڑھتا ہے کھلتی ہیں گرہیں ہوش کی
آج کا بد مست کل کا ہوشیارِ میکدہ

کتنے معنی آفریں ہیں مئے پرستوں کے قدم
بوئے مئے کو کہہ اٹھی دنیا غبارِ میکدہ

ڈھونڈنے سے بھی شرابِ معرفت ملتی نہیں
ہاں مگر پھیلا ہوا ہے روزگارِ میکدہ

ہوش میں رہتے ہوئے بھی مستیاں جاتی نہیں
جیسے اے جنبشؔ ہو رگ رگ میں خمارِ میکدہ



آ گیا لب پہ ترا نام رسولِ عربی
اب تو رحمت ہے بہ ہر گام رسولِ عربی

لب پہ آیا کہ ہوئی مست مری روحِ حیات
آپ کا نام ہے کیا جام رسولِ عربی

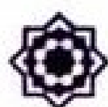
شوق سے ہوں میں تری زلفِ محبت کا اسیر
دل سے رہتا ہوں تہہِ دام رسولِ عربی

چاہیئے جامیؒ وسعدیؒ کے مجھے نقشِ قدم
بہ رہِ غالبؔ و خیامؔ رسولِ عربی

جس کے پینے سے دو عالم کی حقیقت کھل جائے
مجھ کو بھی چاہیئے وہ جام رسولِ عربی

کب مجھے گنبدِ خضرا کا نظارہ ہوگا
آئے گی کب یہ جبیں کام رسولِ عربی

ڈال دو جنبشِ عاصی پہ عنایت کی نظر
پھیر دو گردشِ ایام رسولِ عربی



کبھی عارضِ منور کبھی زلف یاد آئی
کبھی صبح مسکرائی کبھی شام مسکرائی

ہے تصورات میں بھی ترے در کی جبہ سائی
مجھے یاد آنے والے تری یاد کی دہائی

ترے گیسوؤں کی نکہت کوئی کیا اڑا سکے گا
میں سمجھ گیا حقیقت یہ صبا جو لڑکھڑائی

تری رہ گذر سمجھ کر جہاں تھک کے بیٹھتا ہوں
مرے پاؤں چومتی ہے مری ہی شکستہ پائی

ترا میکدہ سلامت مجھے ہوش کی کمی کیا
ترا جام پی رہا ہوں بہ خیالِ پارسائی

یہ ہے منزلِ محبت یہاں احتیاط جنبشؔ
نہ قدم سنبھل سکیں گے جو نگاہ ڈگمگائی



جس کی آنکھوں کو محمدؐ کی زیارت ہوگی
خواب میں اس کے حقیقت ہی حقیقت ہو گی

کیا کھُلے گا کبھی میری بھی نگاہوں کا نصیب
کیا مجھے بھی کبھی طیبہ کی بشارت ہوگی

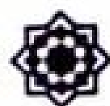
روضۂ پاک پہ قربان ہزاروں فردوس
روضۂ پاک سے بڑھ کر کہیں جنت ہوگی

میں بھی پہنچوں گا رسولِؐ عربی کے در تک
میری آنکھوں کو بھی معراجِ بصیرت ہوگی

ہے یہ ایمان اُسی کا ہے مکمل ایمان
جان سے بڑھ کے جسے اُن سے محبت ہوگی

یہ بھی احساس رہے میری خوشی کے مالک
زندگی کے لئے کچھ غم کی ضرورت ہوگی

رشکِ آئینہ مدینے کے ہیں ذرّے جنبشؔ
چشمِ نظّارہ جو دیکھے گی تو حیرت ہوگی



فرازِ طورِ مدینہ کی ہر گلی دیکھی
ہر ایک ذرہ میں تنویرِ آگہی دیکھی

رخِ جمیل وہ شمس الضحیٰ کی ہے تفسیر
اسی کی چاند ستاروں میں روشنی دیکھی

حیاتِ کون و مکاں جس کے چومتی ہے قدم
رسولِؐ پاک تری ایسی زندگی دیکھی

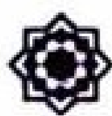
مزاجِ بولہبی آشنائے ظلمت ہے
نگاہِ مصطفوی عرش منتہی دیکھی

نفس نفس میں محمدؐ کا تذکرہ پایا
نظر نظر میں محمدؐ کی روشنی دیکھی

خدا کی چشمِ محبت بھی وجد کرتی ہے
جمالِ روئے محمدؐ کی دلکشی دیکھی

کہ جیسے تیری ہی صورت ہو آئینہ کیا ہے
یہ تیری آئینہ گر آئینہ گری دیکھی

ملا ہے نقشِ کفِ پا نبیؐ کا اے جنبشؔ
وہاں جہاں نگہِ معتبر جھکی دیکھی



عطا ہو جولانیٔ طبیعت اٹھا دے یارب نظر کرم کی
کہ آج کرنی ہے میرے ہونٹوں کو نعت خوانی شہِ امم ؐ کی

بہ فیض عشق و نیاز مندی نہ قید باقی رہی حرم کی
جہاں ملا نقشِ پا تمہارا وہیں جبینِ نیاز خم کی

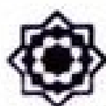
یہ فرشِ خاکی یہ غنچہ و گل یہ آسماں مہر و ماہ و انجم
وجودِ تخلیقِ ہر دو عالم ہیں برکتیں آپ کے قدم کی

بڑا پُر آشوب ہے زمانہ قدم قدم پر اذیتیں ہیں
خبر لو اے شاہِ دیں خدارا نفس نفس داستاں ہے غم کی

ہو گریۂ غم کا ختم عالم خوشی کے اشکوں کا دور آئے
مٹے جدائی مدینہ دیکھوں ہے آرزو قلبِ پُر الم کی

ابھی تو یادِ نبی ہے دل میں جمالِ زیبا کی حسرتیں ہیں
ابھی تو ہے خواہشِ مدینہ ابھی کہاں آرزو اِرم کی

کہاں مری ایک ذاتِ ادنیٰ کہاں غمِ عشقِ شاہِ ذیشاں
یہ خوش نصیبی ہے اپنی جنبشؔ ملی جو دولت نبیؐ کے غم کی



امیدِ شفاعت کے آثار نظر آئے
جس وقت قیامت میں سرکارؐ نظر آئے

ربِ اَرِنی کی پھر ہونٹوں سے صدا نکلی
پھر وادیٔ ایمن کے انوار نظر آئے

دنیا میں جو اپنی بھی ہستی سے تھے بے گانے
محشر میں وہ دیوانے ہشیار نظر آئے

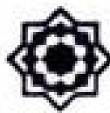
کھنچ کھنچ کے چلے آئے خود جذب سے پروانے
جب شمعِ رسالت کے انوار نظر آئے

ہر پھر کے سوئے رحمت حسرت سے اٹھیں نظریں
جب سارے عمل اپنے بے کار نظر آئے

گلزارِ مدینہ کی رونق کا ٹھکانہ کیا
صحرا بھی مدینے کے گلزار نظر آئے

غفلت کا سماں چھائے جب نزع کے عالم میں
یارب دلِ خوابیدہ بیدار نظر آئے

اُس خواب کے صدقے سَو بیداریاں عالم کی
جس خواب میں اے جنبشؔ سرکارؐ نظر آئے



کالی کالی گھٹا زلف چومے تری چاند چہرے کا تیرے نظارا کرے
اے حسینوں کے سرتاج اس روپ پر کون ہے جو نہ دل اپنا وارا کرے

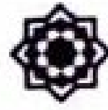
تم بہت دور ہو ہم بہت دور ہیں پاس کس طرح آئیں کہ مجبور ہیں
اب تمہیں یہ بتاؤ کہ دل کس طرح تم سے رہ کر جدا دن گزارا کرے

منزلِ عشق ہاتھ آئے ممکن نہیں اور ممکن ہے تو بس یہی شرط ہے
کچھ ہماری محبت بھی آگے بڑھے کچھ تمہارا کرم بھی سہارا کرے

لطف تو ہے یہی ہو کرم پر کرم میرے حرفِ طلب میں کمی بھی نہ ہو
دم بہ دم پیار کی بھیک ملتی رہے دل یونہی اپنا دامن پسارا کرے

غم یہ ان کا ہے جنبش ہراساں نہ ہو زندگی کا مزہ اس میں آ جائے گا
زہر یہ بن کے امرت لگے گا ترے ہاں مگر شرط ہے دل گوارا کرے





نہ کیوں ہوں دونوں عالَم میں اُجالے
محمدؐ ہیں خدا کے نور والے

درودِ پاک ہونٹوں پر سجا لے
اگر نامِ محمدؐ مصطفٰے لے

مزہ تو جب ہے چشمِ شوق والے
نظر ہو سبز گنبد کے حوالے

ترے قربان جاؤں نور والے
چھپے ہیں کالی کملی میں اُجالے

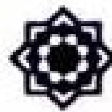
جو چاہے چشمِ پُر غم سرخروئی
فراقِ مصطفٰےؐ میں خوں بہا لے

سیہ کارانِ اُمت کو الٰہی
تو کر دے اپنی رحمت کے حوالے

مری بھی زندگی میں ہیں اندھیرے
خبر میری بھی اے بدر الدجیٰ لے

مدینے ہی میں مرنے کی طلب کر
مدینے ہی میں جینے کا مزہ لے

نہ جب ہو آسرا کوئی بھی جنبشؔ
محمدؐ مصطفٰےؐ کا آسرا لے



وہ گناہ گارِ اُلفت تجھے کیسے بھول جائے
جسے ڈھونڈتے پھرے ہوں تری رحمتوں کے سائے

مری مستیوں کی عظمت کوئی اہلِ دل سے پوچھے
کہ شعورِ مئے پرستی کبھی بے پیے نہ آئے

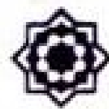
ترے میکدہ میں ساقی وہ شراب ہے کہ جس کو
کوئی ایک بار پی لے تو کبھی نہ لڑکھڑائے

جسے میں سمجھ رہا ہوں غمِ زندگی کا حاصل
کہیں یہ نہ ہو وہ آنسو مرا ظرف آزمائے

ترا دردِ عشق آخر وہاں ہم کو لے کے آیا
جہاں مسکرا کے روئے جہاں رو کے مسکرائے

ترے درد کی قسم وہ ملا لطف آنسوؤں میں
کہ تمام عمر ہنس کر مزہ زندگی نہ پائے

مری غم طلب مژہ پر بڑے پھول کھل چکے ہیں
کہو زندگی سے جنبش کوئی اور گل کھلائے



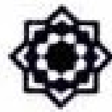
مندر مندر بات چلی ہے ایمانوں کے دیپ جلے
مکّہ میں اک چاند کا ٹکرا آیا گھر عبداللہ کے

آمنہؓ بی بی چاند سے اپنے گود سجائے بیٹھی ہیں
ذرہ ذرہ مکّہ کا ہے آنکھ ملائے تاروں سے

بی بی حلیمہؓ سے بڑھ کر کون بھلا خوش قسمت ہے
جن سے خدا کو پیار ہوا وہ پیارے تمہاری گود پلے

جو بھی خدا سے ملتا ہے وہ ہاتھ سے ان کے ملتا ہے
جنّ و بشر کیا جتنے ملک ہیں سب ہیں گدا اُن کے در کے

دنیا لاکھ ہو دشمن اپنی رب سے دعا یہ ہے جنبشؔ
جیون کے ہر موڑ پہ اپنے ہم کو نبیؐ کا پیار ملے



نزع میں یا نبیؐ لب پہ لائے
جاں بہ لب تھے مگر مسکرائے

نور بن کر نگاہوں میں آئے
دھڑکنیں بن کے دل میں سمائے

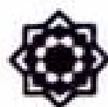
جس کو ہے آپ ہی کا سہارا
کیسے وہ آپ کو بھول جائے

ہر طرف دھوپ پھیلی ہے غم کی
چاہئے کالی کملی کے سائے

تیری یادوں کے طوفان میں دل
ایسا ڈوبے کہ ساحل نہ پائے

ہم نے پکڑا جو دامن تمہارا
دشمنوں کی نگاہوں میں آئے

وہ مدینہ میں ہیں ہم یہاں ہیں
کیسے جنبشؔ یہ دل چین پائے



اجنبی راہ رَو ہیں پریشاں نظر مجھ کو منزل رسی کا قرینہ ملے
تھک کے جس راہ میں بیٹھ جاؤں مجھے یا محمدؐ وہیں پر مدینہ ملے

سینہ داغِ محبت سے معمور ہو وہ تڑپ ہو کہ دنیا میں مشہور ہو
دل کی انگشتری کی حقیقت کھلے تیرے غم کا مجھے وہ نگینہ ملے

عشق کی منزلیں نور کی رفعتیں سب ترے ہی کرم کی سزاوار ہیں
ہے وہ عارف جسے تیرا عرفان ہو ہے وہ کامل جسے علمِ سینہ ملے

نا امیدی کا طوفان ہے اوج پر بے سہارا ہوں گھیرے ہوئے ہے بھنور
پار ہو بحرِ غم سے مری زندگی جب تمہارے کرم کا سفینہ ملے

عطرِ گل کیا کروں گا کہ جنبشؔ مجھے اپنی فطرت کو مہکانے کا شوق ہے
مجھ کو پیراہنِ زندگی کے لئے اپنے پیارے نبیؐ کا پسینہ ملے



روضۂ خیر البشر آنکھوں سے دیکھا چاہئے
جنتِ قلب و نظر آنکھوں سے دیکھا چاہئے

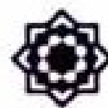
جلوۂ والشّمس ہے جس روئے انور کی بہار
ہاں وہ حسنِ معتبر آنکھوں سے دیکھا چاہئے

جو رہے گا چشم بیں میں تا ابد دُرِّ یتیم
ایسا لاثانی گہر آنکھوں سے دیکھا چاہئے

ہے جہاں کا ذرّہ ذرّہ کعبۂ قلب و نظر
اے جبیں وہ رہ گزر آنکھوں سے دیکھا چاہئے

اے جمالِ گنبدِ خضرا بہ اندازِ دگر
دل نے دیکھا ہے مگر آنکھوں سے دیکھا چاہئے

کیوں نہ اے جنبشؔ رہیں نظریں مدینے کی طرف
دل جدھر چاہے اُدھر آنکھوں سے دیکھا چاہئے



حسرتِ گنبدِ خضرا ہے مدینے چلیۓ
طائرِ روح تڑپتا ہے مدینے چلیۓ

سجدۂ شوق مچلتے ہیں حرم کی خاطر
اور دل کا یہ تقاضا ہے مدینے چلیۓ

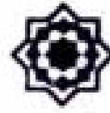
زندگی پاۓ گی معراج اُنھیں قدموں سے
ہر نفس کا یہی کہنا ہے مدینے چلیۓ

دامنِ قلب و نظر روح سے بھر جاۓ گا
جو بھی ذرّہ ہے مجلّیٰ ہے مدینے چلیۓ

کفر و الحاد کی تاریک فضا ہے لیکن
دوستو اب بھی سویرا ہے مدینے چلیۓ

حیرتِ آئینہ کیوں بن کے کھڑے ہیں صاحب
سوچنا کیا ہے یہاں کیا ہے مدینے چلیۓ

کس لئے الجھے ہیں محبوب کی خاطر جنبشؔ
شہرِ محبوبِ مدینہ ہے مدینے چلیۓ



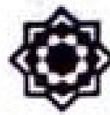
مست پَوَن لہراتی آئی اہلِ چمن کے بھاگ کھلے
کانٹے بھی پھولوں کا سایہ پاکر چبھنا بھول گئے

دھرتی سُکھ سے ہو کر بولی اب مجھ کو معراج ملی
دو جگ کے مہراج محمدؐ آکر میری گود رہے

یٰسین اور طٰحٰہ کے آئینوں کا درپن کیا کہنا
جب بھی گئیں قرآن پہ نظریں پیارے محمدؐ بول پڑے

نامِ محمد صل اللہ علیہ وسلّم کیا کہنا
پھول سلاموں کے مہکے ہیں غنچے درودوں کے چٹکے

لفظوں میں بے تابی جنبشؔ بیتابی کی شان نہیں
ہوک کلیجے سے جب اُٹھے جب نین سے نیر بہے



بندہ ہوں بندگی کا ہوں سودا لئے ہوئے
پھرتا ہوں ذوقِ سجدۂ کعبہ لئے ہوئے

ہو کیوں نہ ہر نگاہ تمنا لئے ہوئے
رہتا ہے تیرا جلوہ بھی پردہ لئے ہوئے

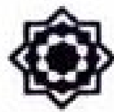
دل ہے خیالِ گنبدِ خضرا لئے ہوئے
اس وقت ہوں کچھ اور ہی دنیا لئے ہوئے

موجِ صبا ہے خاک بسر کوئے یار میں
اک جستجوئے نقشِ کفِ پا لئے ہوئے

اک وسعتِ خیال ہے اے لمحۂ حیات
دل میں ہر اک حباب ہے دریا لئے ہوئے

ہر اُمتی ہے میرے محمدؐ کا مطمئن
سر پر امیدِ لطف کا سایہ لئے ہوئے

جنبشؔ یہی ہے صاحبِ ایماں کی زندگی
دل میں حرم نظر میں مدینہ لئے ہوئے



ہر سانس مست مست ہے سرکارؐ دیکھئے
پڑھتا ہے نعت آپ کا مئے خوار دیکھئے

در پر بلا کے مجھ کو بھی اک بار دیکھئے
میں بھی غلام ہوں مرے سرکارؐ دیکھئے

بندہ نواز رحمۃ اللعالمینؐ ہیں آپ
میری کمی کو آپ نہ زنہار دیکھئے

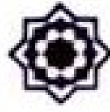
بیٹھا ہے زیرِ سایۂ دامانِ مصطفٰےؐ
منزل نشیں کہاں ہے گنہگار دیکھئے

کہتی ہے جھوم کر شبِ اسرا حضورؐ سے
جی بھر کے آج حسنِ رخِ یار دیکھئے

آواز جب بھی دیجئے آقاؐ کو دیجئے
جب دیکھئے تو جانبِ سرکارؐ دیکھئے

ساغر بنامِ ساقیِ کوثر اٹھائیے
آنکھوں کو مست دل کو بھی سرشار دیکھئے

آنکھیں ہیں بعدِ مرگ بھی اپنی کھلی ہوئی
جنبشؔ ہماری حسرتِ دیدار دیکھئے



ہوش کی گرہیں کھلیں احساس کا جوہر ملے
تشنہ لب ہوں ساقیٔ کوثر کوئی ساغر ملے

بے زباں بھی چشمِ رحمت سے سخن گستر ملے
جب توجہ آپ نے کی بولتے پتھر ملے

آگئے آنسو مری آنکھوں میں اے موجِ کرم
تیرے صدقے مجھ تہی دامن کو بھی گوہر ملے

فردِ عصیاں نے کہیں کا بھی نہ رکھا تھا مجھے
وہ تو یہ کہیے کہ مجھ کو شافعِ محشر ملے

گلشنِ طیبہ کی حسرت آنسوؤں سے پوچھیے
اہلِ غم کو جب بھی یہ پنچھی ملے بے گھر ملے

لاکھ ہمت کی مدینہ اڑ کے جا پہنچیں مگر
ہم نے جب دیکھا تو ہم خود کو شکستہ پر ملے

اپنے سجدوں کے تقدس کی انا رہ جائے گی
یہ دعا کر اے جبینِ شوق اُن کا در ملے



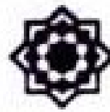
ہم غم کے ستاروں کو اپنی پلکوں پہ درخشاں دیکھیں گے
اے یادِ نبیؐ تیرے صدقے ہر اشک فروزاں دیکھیں گے

دیدار کی حسرت بھی اپنے دامن میں تجلّی رکھتی ہے
ہم شامِ جدائی کے مارے پلکوں پہ چراغاں دیکھیں گے

جذبات محبت کا اپنے کیا جانئے کیا عالم ہوگا
طیبہ میں پہنچ کر روضہ کو جب اے شہِ ذیشاں دیکھیں گے

دامانِ کرم کے سائے میں تسکین عطا فرمائیں گے
جب شافعِ محشر روزِ جزا اُمت کو پریشاں دیکھیں گے

ہر اشکِ مسرّت اے جنبشؔ پھولوں کی لطافت بخشے گا
جب قربِ نبیؐ حاصل ہوگا دامن پہ گلستاں دیکھیں گے



خدا نے جو چاہا مدینے چلیں گے
وہیں زخم سینے کے سینے چلیں گے

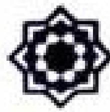
کرم ہوگا کب تک مرے آنسوؤں پر
یہ کب تک بھلا آبگینے چلیں گے

قیامت میں کوئی بھی پُرساں نہ ہوگا
اگر ہم یونہی بے قرینے چلیں گے

صبا سے یہ کہتی ہے بیتابیٔ دل
ترے ساتھ ہم بھی مدینے چلیں گے

جدھر سے وہ رحمت کی موجیں اٹھیں گی
اُدھر ہی دلوں کے سفینے چلیں گے

سرِ حشر ہم جام کوثر کے جنبشؔ
محمدؐ کے ہاتھوں سے پینے چلیں گے



چشمِ رحمت اُٹھائی کسی نے
بدلی کروٹ مری زندگی نے

جاؤں گا میں بھی اک دن مدینے
ساتھ اگر کچھ دیا زندگی نے

یاد آنے لگا روزِ محشر
شرم سے ہوں پسینے پسینے

اب مزہ عشق کا آ رہا ہے
رہنے دو زخم سینے کے سینے

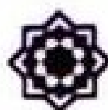
بحرِ اُلفت مدینے کو سمجھو
ڈوب جانے دو دل کے سفینے

اللہ اللہ محبت نبیؐ کی
دو جہاں کے نچھاور خزینے

ہو عطا مجھ کو ساقیِٔ کوثر
جام پر جام آیا ہوں پینے

تم جنھیں داغِ دل کہہ رہے ہو
قبر میں یہ بنیں گے نگینے

کیسی جنبشؔ ہوا آ گئی ہے
دل کھنچا جا رہا ہے مدینے



غمِ زندگی کا مداوا کریں گے
تمھیں سے تمہاری تمنا کریں گے

یونہی آپ اگر ہم سے پردہ کریں گے
تو پھر جی کے دنیا میں ہم کیا کریں گے

بتائیں مدینے میں ہم کیا کریں گے
محمدؐ کے روضہ کو دیکھا کریں گے

دکھائیں گے منظر گدائی کا اپنی
مدینے کی گلیوں کا پھیرا کریں گے

ہمیں ایک کیا ہیں سبھی اہلِ محشر
تمہارے کرم کا سہارا کریں گے

اِدھر بھی نگاہِ کرم یا محمدؐ
ہم اپنی محبت کا سودا کریں گے

اگر بند ہوگی زباں اپنی جنبش
دل و جاں محمدؐ کا چرچا کریں گے



ادھر بھی کرم رحمتوں کے خزینے
پکارا ہے تجھ کو مری بے کسی نے

خیالاتِ روزِ جزا آ رہے ہیں
ہوا جا رہا ہوں پسینے پسینے

دیارِ نبیؐ کی کشش اللہ اللہ
زمانہ کھنچا جا رہا ہے مدینے

مدد المدد نا خدائے دو عالم
ترے ہاتھ ہیں قسمتوں کے سفینے

خیال آ گیا جب ترے آستاں کا
جبیں چوم لی بڑھ کے خود بندگی نے

متاعِ دو عالم کا حاصل سمجھ کر
ترے غم کو اپنا لیا زندگی نے

حیاتِ بشر منزلیں کھو چکی تھی
مگر لاج رکھ لی تری بندگی نے

جسے آ گیا ہاتھ دامن تمہارا
اُسے آ گئے زندگی کے قرینے

رہیں گردشیں پاؤں جکڑے کہ جنبشؔ
تصور کے صدقے چلا ہوں مدینے



اپنی یادوں کے دے کر خزینے مجھے
خالی دامن نہ رکھا نبیؐ نے مجھے

غم یہ دیتا ہے مرنے نہ جینے مجھے
جانے کب وہ بلائیں مدینے مجھے

فطرتاً بے پر و بال ہوں کیا کروں
اے صبا تو ہی لے چل مدینے مجھے

آئینہ خانۂ دل دمکنے لگا
تیرے غم نے دئے وہ نگینے مجھے

تیرا دامن مرے ہاتھ کیا آگیا
آ گئے زندگی کے قرینے مجھے

اس طرح دل مرا مطمئن ہو گیا
جیسے تسکین دی ہو کسی نے مجھے

گھر خدا کے چلوں گا مگر بعد میں
اے اجل پہلے لے چل مدینے مجھے

جنبشؔ ان کے جو در کی گدائی ملی
رشک کے ساتھ دیکھا سبھی نے مجھے



مدینے کا خیال اب آ رہا ہے
نظر کا شوق بڑھتا جا رہا ہے

کہاں مجھ کو فراقِ مصطفےٰؐ میں
مقدر ٹھوکریں کھلوا رہا ہے

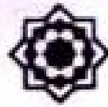
نبیؐ کی یاد دل میں آ رہی ہے
نبیؐ کا ذکر لب پر آ رہا ہے

مدد اے نا خدائے بحرِ عصیاں
سفینہ اپنا ڈوبا جا رہا ہے

امیدیں جتنی دیتی ہیں تسلّی
غمِ دل اتنا بڑھتا جا رہا ہے

حضورؐ اب اپنے قدموں میں بلا لو
یہاں تو دل مرا گھبرا رہا ہے

مدینے کی کشش ہے ایسی جنبشؔ
دلِ پُر شوق کھنچتا جا رہا ہے



مدینے میں آنے کو جی چاہتا ہے
وہیں دن بتانے کو جی چاہتا ہے

مٹا دو غمِ دل بلا لو مدینے
کہ اب مسکرانے کو جی چاہتا ہے

ترے سبز گنبد کے سائے میں اپنا
نشیمن بنانے کو جی چاہتا ہے

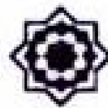
جو موتی غمِ دل نے بخشے ہیں مجھ کو
وہ موتی لٹانے کو جی چاہتا ہے

لٹاتے ہوئے راہ میں نکہتِ گل
صبا بن کے آنے کو جی چاہتا ہے

جہاں پر تھے روح الامیں آتے جاتے
وہیں آنے جانے کو جی چاہتا ہے

ہے جس غم میں لذت محمدؐ کے غم کی
وہی غم اٹھانے کو جی چاہتا ہے

جھکا کر جبیں اُن کی چوکھٹ پہ جنبش
مقدر بنانے کو جی چاہتا ہے



محمدؐ کا غم بھی متاعِ طرب ہے
محبت کا یہ بھی کرشمہ عجب ہے

تصور میں جب ہر گھڑی ہے مدینہ
دلِ زار الجھن کا پھر کیا سبب ہے

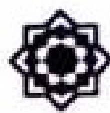
تڑپنے میں دل کو مزہ آ رہا ہے
یہ وہ درد ہے جو مرا منتخب ہے

میں دل کر چکا ہوں نبیؐ کے حوالے
غرض دل سے کیا دل مرے پاس کب ہے

جھکے تو چھلک جائیں کوثر کے ساغر
جو وہ چشمِ میگوں اٹھے تو غضب ہے

درودِ مکرم کی خوشبو بھی نکلے
مزہ نعت کا اے لبِ شوق جب ہے

یہ نسبت بھی ہے خاص رحمت کہ جنبشؔ
جو محبوب اپنا ہے محبوبِ رب ہے



حشر ہے اور مصطفائی ہے
ہر گنہ گار کی بن آئی ہے

کوئی پربت نہ کوئی رائی ہے
جو بھی ہے شانِ کبریائی ہے

ہے تصور میں بارگاہِ نیاز
آرزوؤں کی جبہ سائی ہے

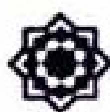
تجھ سے بڑھ کر نہیں حبیبؐ کوئی
تو خدا کا تری خدائی ہے

منزلیں خود ہی چومتی ہیں قدم
ایسے رہبر کی رہنمائی ہے

زائرانِ حرم نظر آئے
ضبطِ گریہ تری دہائی ہے

پی رہا ہوں شرابِ حُبِّ رسولؐ
سر پہ دامانِ پارسائی ہے

فکر و فن کے طفیل اے جنبشؔ
اُن کے در تک مری رسائی ہے



فرق بس یہ ہے محمدؐ حسن ہیں وہ نور ہے
اک مدینے کی تجلی اک جمالِ طور ہے

یاد سے معمور ہے سینہ مدینہ دور ہے
اشک آنکھوں میں بھرے ہیں اور دل مسرور ہے

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا محبت کا ثبوت
دل میں دھڑکن ہے تری آنکھوں میں تیرا نور ہے

میں مکاں کی قید میں ہوں اور تو ہے لا مکاں
حد سے باہر جا نہیں سکتی نظر مجبور ہے

گنبدِ خضرا کو آنکھوں میں بسا کر دیکھئے
کون کہتا ہے کہ آنکھوں سے مدینہ دور ہے

مصطفائی نزع میں جنبشؔ مرے کام آ گئی
شکر ہے اللہ کا ہر غم مرا کافور ہے



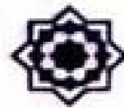
ساون کی گھنیری راتوں میں جب زلفِ نبیؐ یاد آتی ہے
والّیل اِذَا یَغْشیٰ جنبشؔ ہر سانس مری دہراتی ہے

اے صاحبِ قربِ اَو ادنیٰ اے شانِ لکَ ذِکرک والے
معراج وہی پاتی ہے نظر جو تیرے قدم چھو جاتی ہے

تم میم کا پردہ ڈالے ہوئے آجاؤ یہی بس کافی ہے
ہم طور کا منظر دیکھے ہیں جلووں سے نظر کتراتی ہے

جو وعدہ کیا تھا روزِ ازل وہ وعدہ نہ پورا کرپائے
کس طرح اٹھائیں گے آنکھیں ملنے سے نظر شرماتی ہے

تقدیر کی جو باتیں ہیں اُنھیں کیا جانے کوئی لیکن جنبشؔ
جب یاد نبیؐ کی آتی ہے امید مجھے بہلاتی ہے



اب دیکھنا ہے کس میں بھلا کتنا اثر ہے
اک آپ کا جلوہ ہے تو اک میری نظر ہے

اے فرقتِ محبوب خدا کچھ تو کرم ہو
دامن ہے مرا میں ہوں مرا دیدۂ تر ہے

جلووں کی لطافت ہے ترا جسمِ مبارک
پاکیزہ تصور ترا دامانِ سحر ہے

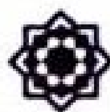
ہر ایک کے بس کی نہیں طیبہ کی جدائی
اس غم کے لئے میرا ہی دل میرا جگر ہے

کچھ راہِ مدینہ کی تجلی بھی عطا ہو
اے حسنِ تخیل مرا نا دیدہ سفر ہے

رہتا ہے نگاہوں میں مری گنبدِ خضرا
ہر وقت مری عرشِ معلّٰی پہ نظر ہے

آئے نہ کمی نشۂ ادراک میں ساقی
مینا ہے کدھر جام کدھر شیشہ کدھر ہے

دکھلائے جنوں رنگ وہ محشر میں کہ جنبش
سرکارؐ پکار اٹھیں کہ دیوانہ کدھر ہے



ہر شہرِ محبت میں مدینے کی جھلک ہے
مر جائیں تو مرنے میں بھی جینے کی جھلک ہے

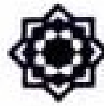
گلشن میں نسیم آج مہکتی ہوئی آئی
پھولوں میں محمدؐ کے پسینے کی جھلک ہے

بس ایک جھلک ہی میں سنور جاتا ہے عقبیٰ
اے روئے نبیؐ کتنے قرینے کی جھلک ہے

جب ڈوبنے لگئے تو محمدؐ کی صدا ہو
یہ نام وہ ہے جس میں سفینے کی جھلک ہے

مہر و مہ و انجم ہیں سبھی ماند نظر میں
آنکھوں میں مری ایسی مدینے کی جھلک ہے

گنجینۂ انوارِ تجلّی جسے کہیے
جنبشؔ مرے دل میں اسی سینے کی جھلک ہے



خواب میں روضۂ سرکارؐ نظر آتا ہے
اب مقدر مرا بیدار نظر آتا ہے

صاحبِ جلوۂ کردار نظر ہے
جو غلامِ شہِ ابرار نظر آتا ہے

دیکھئے گنبد خضرا تو مزہ آ جائے
اک نئے رنگ میں ہر بار نظر آتا ہے

یا محمدؐ کہے اور چاک گریباں ہو جائے
ایسا دیوانہ ہی ہشیار نظر آتا ہے

سر فروشی ہے وہ جذبہ جو بنامِ اسلام
عشق میں ڈھل کے سرِ دار نظر آتا ہے

جس کے رگ رگ میں ہے پیوست مئے الاّ اللہ
پاک دامن وہی میخوار نظر آتا ہے

یا محمدؐ ترے دامانِ کرم کے صدقے
کتنا خوش بخت گنہگار نظر آتا ہے

ڈھل گیا نعت کے آداب میں ایسا جنبشؔ
اپنے عالم میں طرحدار نظر آتا ہے



آنکھ میں جلوۂ سرکارؐ نظر آتا ہے
قلب گنجینۂ انوار نظر آتا ہے

عشقِ احمد میں جو نادار نظر آتا ہے
دونوں عالم کا خریدار نظر آتا ہے

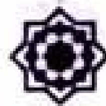
عشق میں آپ کے سرشار نظر آتا ہے
جو بھی دیوانہ ہے میخوار نظر آتا ہے

جب کبھی عشقِ بلالی پہ نظر جاتی ہے
تیرے دیوانے کا معیار نظر آتا ہے

گلیاں ساقی مدینہ کی ہیں کیسی پُر کیف
ذرہ ذرہ جہاں سرشار نظر آتا ہے

ہوتی جاتی ہے تمنائے مدینہ گل ریز
دامنِ دل مرا گل زار نظر آتا ہے

یا محمدؐ تری سیرت پہ تصدق جنبشؔ
نازشِ حق ترا کردار نظر آتا ہے



مرے دل کو حبیب کبریا کی یاد آتی ہے
محمدؐ مصطفےٰ صلِ علیٰ کی یاد آتی ہے

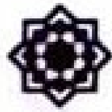
خدا کے نور سے ہے نور جس نورِ مجسم کا
اسی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کی یاد آتی ہے

شبِ معراج ہر جانب فرشتے کہتے پھرتے ہیں
خدا کو اپنے پیارے مصطفےٰؐ کی یاد آتی ہے

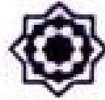
تپش خورشیدِ محشر کی قیامت پر اُتر آئی
اب ایسے میں ردائے مصطفےٰ کی یاد آتی ہے

جہاں پر بھی مجھے گھیرا زمانے کے اندھیروں نے
وہیں پر نورِ ذاتِ کبریا کی یاد آتی ہے

تمنائے دیارِ پاک کے غنچے کھلے جنبشؔ
مدینے کی ہوائے جاں فزا کی یاد آتی ہے



لبِ پُر شوق پر ہے نعت سر پر ابرِ رحمت ہے
گماں ہوتا ہے میں ہوں اور دربارِ رسالت ہے
کرم سے تیرے نسبت یہ گنہگاروں کی قسمت ہے
اِدھر اشکِ ندامت ہے اُدھر دامانِ رحمت ہے
خیالِ ما سوا کیا کوئی حسرت بھی نہیں دل میں
چلے آؤ چلے آؤ کہ اب خلوت ہی خلوت ہے
ترا ہی نور اے شمس الضحیٰ ضامن ہے ہستی کا
کہ ہر اک چیز میں تیرے ہی جلووں کی حرارت ہے
محمدؐ مصطفٰے صلِّ علیٰ آئینہ قدرت کا
وہ آئینہ کہ جس آئینہ میں جلوت ہی جلوت ہے
جو آنسو حسرتِ دیدارِ طیبہ میں نکل آیا
وہی آنسو حقیقت میں مرے خوابوں کی قیمت ہے
ہے روشن دل کے جلنے کا سبب یا رحمتِ عالم
کہ یہ جو کچھ بھی ہے سب شعلۂ غم کی شرارت ہے
مدینے کی تمنا جانے کس عالم میں لے آئی
نہ مرنے ہی کا ارماں ہے نہ جینے ہی کی حسرت ہے
فراقِ مصطفٰےؐ میں کیوں نہ آنکھیں روئیں اے جنبشؔ
کہ اپنے پاس اگر کچھ ہے یہی اشکوں کی دولت ہے



جو دل ہو یادِ نبیؐ سے خالی وہ دل دلِ با صفا نہیں ہے
جس آئینے میں نہ ہو تجلّی وہ آئینہ آئینہ نہیں ہے

سبھی جگہ ہیں خدا کے جلوے کہاں پہ نورِ خدا نہیں ہے
مگر دیارِ حبیبؐ کا جو مقام ہے وہ چھپا نہیں ہے

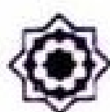
تمہاری یادوں کی محویت میں ہر اک تخیل سے پاک ہوں میں
اب ایسے عالم میں آ گیا ہوں لبوں پہ حرفِ دعا نہیں ہے

سبھی خزانے ہیں رحمتوں کے تمہارے دامن میں یا محمدؐ
تمہارے دستِ کرم کے صدقے تمہارے دامن میں کیا نہیں ہے

تڑپ یہ دل کی یہ اشکِ پیہم سکوں طبیعت کو دے نہ پائے
کچھ اس سے بھی بڑھ کے غم عطا ہو کہ اس میں اپنا بھلا نہیں ہے

تمہاری رحمت ہے لازوالی ہماری کم مائیگی مثالی
تمہارے جیسا نہیں ہے آقا ہمارے جیسا گدا نہیں ہے

وہ حسن اکمل جمال پیکر وہ مظہرِ نورِ حق ہیں جنبشؔ
نہ اُن کے سائے کی بات کریے کہ ان کا ثانی ہوا نہیں ہے



چھپ کے آنکھوں میں وہ کہتے ہیں کہ اچھا دیکھئے
سامنے ہم ہیں اگر ہو چشم بینا دیکھئے

کہہ رہا ہے چشمِ بینا کا حصولِ آگہی
یہ وہ جلوے ہیں کہ جن کو بے ارادہ دیکھئے

آپ کو ہر شے میں پائے گی نگاہِ جستجو
ہو سکے تو آپ مجھ سے کر کے پردہ دیکھئے

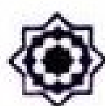
حاصلِ نظارۂ کونین ہے ارضِ حجاز
آنکھ اگر دی ہے خدا نے تو مدینہ دیکھئے

قرب او ادنیٰ کی منزل اور ذاتِ مصطفٰےؐ
عرش پر اب فرش والے کا بھی جلوہ دیکھئے

اللہ اللہ ذرّۂ کوئے مدینہ کا جلال
ہر طرف اک نور کا دریا اُبلتا دیکھئے

حرمتِ کعبہ سر آنکھوں پر مگر اہلِ حرم
یہ مدینہ ہے یہاں کعبہ کا کعبہ دیکھئے

چاہئے جنبشؔ بقدرِ ظرف دل کی آرزو
ہر طلب سے پہلے دامانِ تمنا دیکھئے



تاریکئ دل کا ہستی کی دنیا سے کنارہ ہو جائے
خورشیدِ رُسلؐ کے جلووں کا کوئی جو اشارہ ہو جائے

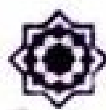
آنکھوں سے حیاتِ ظاہر کی تکمیلِ بصارت ہوتی ہے
خوابوں کی حدوں سے ہٹ کے ذرا روضہ کا نظارہ ہو جائے

اے فصلِ بہارِ رحمتِ گُل گلہائے مقدر کھل جائیں
اے موجِ نسیمِ لطف و کرم ادنیٰ سا اشارہ ہو جائے

یہ عارضِ تاباں کا جلوہ یہ نورِ تجلّی کا پردہ
ڈر ہے نہ کہیں مشتاق نظر محرومِ نظارہ ہو جائے

عرفانِ نظر کا صدقہ ہے دوریٔ منازل کا غم کیا
جس وقت بھی چاہوں آنکھوں کو طیبہ کا نظارہ ہو جائے

گلزارِ مدینہ کی نکہت سانسوں سے جو پیدا ہو جنبشؔ
پھولوں کی طرح سے اپنا بھی کانٹوں میں گزارا ہو جائے



شوکتِ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کہہ دیجئے
نورِ یزداں کو محمد مصطفیٰؐ کہہ دیجئے

نام دینا ہے اگر کچھ جنت الفردوس کو
کچھ نہ کہہ کر روضۂ خیر الوریٰ کہہ دیجئے

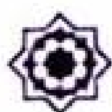
شافعِ محشر ہیں جو، جو ہیں حبیبِ کبریا
کیوں نہ ان کو عاصیوں کا آسرا کہہ دیجئے

میں بھی پا جاؤں گا کچھ اپنی محبت کا مزہ
یا محمدؐ مجھ کو اپنا مبتلا کہہ دیجئے

آرہا ہے ذہن میں نقشہ رسولؐ اللہ کا
زلف کو واللیل رخ کو والضحیٰ کہہ دیجئے

نعت گوئی اور میں کب اپنے بس کا کام تھا
ہاں مگر سرکارؐ کا یہ معجزہ کہہ دیجئے

گنبدِ خضرا کو بوسہ دے کے جو خوشبو اڑے
اس کو جنبشؔ باغِ جنت کی ہوا کہہ دیجئے



منزلِ سدرۃ المنتہیٰ دیکھئے
اور سرکارؐ کے نقشِ پا دیکھئے

باغِ فردوس کا آئینہ دیکھئے
دیکھئے روضۂ مصطفےٰ دیکھئے

اُتری قرآں کے پہلے کہاں روشنی
دیکھنا ہو تو غارِ حرا دیکھئے

آرزو مدتوں سے مدینہ کی ہے
پوری کب اپنی ہو التجا دیکھئے

کفر اسلام پر آنکھ اٹھانے لگا
حال اُمت کا یا مصطفےٰؐ دیکھئے

حرفِ شکوہ نہ آ جائے لب پر کوئی
ہو گئی صبر کی انتہا دیکھئے

بدر کا منظرِ خوں چکاں الاماں
آئی پہلے کہاں کربلا دیکھئے

میں نے دل سے پکارا ہے جنبشؔ انھیں
کب مدینہ میں پہنچے صدا دیکھئے

نعتیہ گیت

ڈھل رہی ہے مئے حب نبیؐ پیمانے میں
رہ نہ جائے کہیں تشنہ کوئی میخانے میں

کوئی ساغر لئے بیٹھا ہے کوئی جام لئے
کوئی بیٹھا ہے محمدؐ کا فقط نام لئے
دیر کیا ہے مرے ساقی تجھے اب آنے میں
رہ نہ جائے کہیں تشنہ کوئی میخانے میں

درسِ مستی ہے مری ذات زمانے کے لئے
پیتا ہی جاؤں گا اب ہوش میں آنے کے لئے
جس قدر بھی ملے کم ہے مرے پیمانے میں
رہ نہ جائے کہیں تشنہ کوئی میخانے میں

یا محمدؐ مجھے جینے کا قرینہ مل جائے
دل کو کعبہ تو نگاہوں کو مدینہ مل جائے
دم جو نکلے بھی تو نکلے ترے کاشانے میں
رہ نہ جائے کہیں تشنہ کوئی میخانے میں

نعتیہ گیت

سبز گنبد کے درشن کو تڑپے جیا
من پپیہا پکارے پیا او پیا

آج کی رات تاروں کی دلکش پھبن
پیار دھرتی پہ بکھرا رہا ہے گگن
ایسے میں کیسے دل میرا مانے سجن

اب مدینے میں لاگا ہے مورا جیا
من پپیہا پکارے پیا او پیا

پہلی منزل ہے اور راہ انجان ہے
کوئی ساتھی نہیں رات سنسان ہے
کیسے اٹھے قدم دل پریشان ہے

ایسے میں لو خبر یا محمدؐ پیا
من پپیہا پکارے پیا او پیا

رات دن اک تڑپ کیوں نہ سینے میں ہو
یا نبیؐ کیا مزہ ایسے جینے میں ہو
یعنی میں ہوں یہاں تم مدینے میں ہو

ہو کرم اب کوئی یا شہِ انبیا
من پپیہا پکارے پیا او پیا

بابِ درود سلام

ہے لب پہ ذکرِ نبیؐ اکرم درود پڑھئے سلام پڑھئے
ہے رحمتِ حق کو وجد پیہم درود پڑھئے سلام پڑھئے

بڑھا ہے دردِ یتیم کا غم درود پڑھئے سلام پڑھئے
گہر لٹاتی ہے چشمِ پُرنم درود پڑھئے سلام پڑھئے

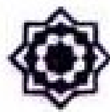
نبیؐ کی یاد آ رہی ہے پیہم درود پڑھئے سلام پڑھئے
ہے تیز فرقت کی آگ اس دم درود پڑھئے سلام پڑھئے

صدائیں دینے لگیں فضائیں وہ نعت پڑھنے لگیں ہوائیں
اُٹھا ہے پیارے نبیؐ کا پرچم درود پڑھئے سلام پڑھئے

سجاتے رہئے نبیؐ کی محفل بڑھاتے رہئے دلوں کی منزل
غمِ جدائی کو کیجئے کم درود پڑھئے سلام پڑھئے

اِدھر جبینِ نیاز خم کی اُدھر اٹھی وہ نظر کرم کی
ہے یہ بھی عالم عجیب عالم درود پڑھئے سلام پڑھئے

یہ ذکرِ احمد کی گل فشانی یہ پاک محفل یہ نعت خوانی
مزہ تو جنبشؔ ہے جبکہ پیہم درود پڑھئے سلام پڑھئے



رسولِ اکرم نبیٔ برتر درود تم پر سلام تم پر
خدا کے پیارے خدا کے دلبر درود تم پر سلام تم پر

جمالِ معنیٔ حبیبِ داور درود تم پر سلام تم پر
تمام حق حق نما پیمبر درود تم پر سلام تم پر

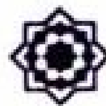
رخِ منور سے والضحیٰ کا جمالِ معنی جھلک رہا ہے
لئے ہے واللیل زلف یکسر درود تم پر سلام تم پر

خرد کو بخشی نگاہِ رفعت بھرا دلوں میں جمالِ وحدت
طبیعتوں کو کیا منور درود تم پر سلام تم پر

بتائے اسرار زندگانی سکھائے اندازِ کامرانی
جگائے سوتے ہوئے مقدر درود تم پر سلام تم پر

تمہاری ہی ذاتِ پاک ہے وہ جو رہنماؤں کی رہنما ہے
تمھیں تو ہو رہبروں کے رہبر درود تم پر سلام تم پر

کوئی نہ حامی نہ کوئی یاور بڑا ہی برگشتہ ہے مقدر
خبر لو جنبش کی یا پیمبر درود تم پر سلام تم پر



سلامٌ علیک اے شہنشاہِ بطحا
دو عالم کے والی غریبوں کے داتا
سلامٌ علیک اے زبانِ الٰہی
رہا بس وہی ہو کے جو تم نے چاہا
سلامٌ علیک اے حبیبِ مکرم
نہیں آپ سے بڑھ کے کوئی بھی شاہا
سلامٌ علیک اے جمالِ نبوت
تمہیں نورِ یزداں سراپا سراپا
سلامٌ علیک اے نگاہوں کے مرکز
تمہیں ہر نفس کے ہو ملجا و ماویٰ
تمہیں ہر دوعام کے حاجت روا ہو
خبر غم کے ماروں کی لے لو خدارا
خدا کے لئے اپنے سائے میں لے لو
کہ سایا تمہارا ہے رحمت کا سایا
سلامٌ سلامٌ سلامٌ سلامٌ
شفیع الامٌ نازشِ دین و دنیا



احمدؐ مصطفےٰ پر ہزاروں سلام
جانِ ارض و سما پر ہزاروں سلام

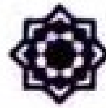
جس کو معراج کا حق نے رتبہ دیا
جس کی ہستی پہ قرآن نازل ہوا
اس حبیبِ خدا پر ہزاروں سلام
اشرف الانبیا پر ہزاروں سلام

جسمِ پُرنور کا جس کے سایہ نہیں
جس کا ثانی زمانے میں پیدا نہیں
ایسے بدر الدجیٰ پر ہزاروں سلام
جلوۂ کبریا پر ہزاروں سلام

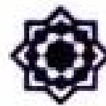
جس کو بخشے گا اللہ محشر کا راج
جس کے ماتھے پہ ہوگا شفاعت کا تاج
اُس شفیع الوریٰ پر ہزاروں سلام
حشر کے پیشوا پر ہزاروں سلام

اب نہ ہوگا رسالت کا اعلان ہی
اب نہ آئے گا دنیا میں کوئی نبی
خاتم الانبیا پر ہزاروں سلام
ہادئ حق نما پر ہزاروں سلام

ہم تو پڑھتے رہیں گے بصد احترام
ہوگا جنبشؔ ہمارے لبوں پر مدام
کُل کے حاجت روا پر ہزاروں سلام
احمدِ مصطفےٰؐ پر ہزاروں سلام



سلام اس پر جو عبداللہ کی آنکھوں کا تارا تھا
سلام اس پر جو بی بی آمنہ کا ماہ پارا تھا
سلام اس پر ابوبکرؓ وعمرؓ تھے جس کے دیوانے
سلام اس پر کہ عثمانؓ و علیؓ تھے جس کے پروانے
سلام اس پر سبق توحید کا جس نے دیا ہم کو
سلام اس پر کہ جس نے اپنے دامن میں لیا ہم کو
سلام اس پر کہ احساں جس کا ہے ہر ایک عالم پر
سلام اس پر لکھا ہے نام جس کا عرش اعظم پر
سلام اس پر کہ معراجِ نبوت جس کو حاصل ہے
سلام اس پر کہ جس کی قربِ او ادنیٰ کی منزل ہے
سلام اس پر جو لایا ساتھ اپنے حسن وحدت کا
سلام اس پر کہ آئینہ ہے قرآں جس کی سیرت کا
سلام اس پر نہ جس کو یادِ حق میں نیند آتی تھی
سلام اس پر کہ امت کی تڑپ جس کو رُلاتی تھی
سلام اس پر کہ ایثارِ حقیقت جس پہ ہے نازاں
سلام اس پر نواسے جس کے امت پر ہوئے قرباں
سلام اس پر کہ جنبشؔ جس کو کہیے شافعِ محشر
سلام اس پر نہیں کونین میں جس کا کوئی ہمسر



یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ

آپ ہی بعد از خدا ہیں
مظہرِ ربُّ العلیٰ ہیں
حق ہی حق ہیں حق نما ہیں
مجتبیٰ ہیں مصطفےٰ ہیں

یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ

رحمتِ یزداں تمہیں ہو
دین اور ایماں تمہیں ہو
صاحبِ قرآں تمہیں ہو
سرورِ ذیشاں تمہیں ہو

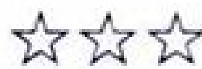
یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ

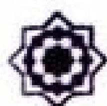
اب ادھر چشمِ کرم ہو
دور اپنے دل کا غم ہو
محفلِ ناز و نعم ہو
ہم ہوں اور بیت الحرم ہو

یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ

جی میں ہے طیبہ کو جائیں
اور پھر واپس نہ آئیں
دن وہیں اپنے بتائیں
ہر گھڑی یہ گنگنائیں
یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ
جزوِ نورِ ذاتِ وحدت
شاہکارِ دستِ قدرت
لفظِ کُن فکاں کی ندرت
تاجدارِ ہر فضیلت
یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ
جلوۂ غارِ حرا ہو
کوہِ فاراں کی صدا ہو
حسنِ ذاتِ انبیا ہو
نور ہو نور الہدیٰ ہو
یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ
جب ہو اپنا آخری دم
جسم سے ہو روح برہم
نزع کا طاری ہو عالم
کہہ رہی ہو سانس پیہم

یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ
قبر کی منزل جب آئے
موت جب ہم کو سُلائے
روح اپنی مسکرائے
آپؐ کا دیدار پائے
یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ
جنبشِؔ عاصی ہوں سرورؐ
ہر گھڑی ہے خوفِ محشر
ہے غموں کی دھوپ سر پر
ڈال دو رحمت کی چادر
یا نبیؐ سلام علیکَ یا رسولؐ سلام علیکَ
یا حبیبؐ سلام علیکَ صلوٰۃ اللہ علیکَ





سلام اے مخزنِ جود سخا گنجینۂ رحمت
نبیٔ محتشم آئینہ دارِ جوہرِ قدرت
سلام اے بحرِ الطاف و کرم سر چشمۂ وحدت
بہ ہر موجِ کرم قربان ہے کونین کی دولت
سلام اے سجدہ گاہِ ہر نظر اے کعبۂ ایماں
تمنائے جبینِ شوق کا حاصل تری تربت
سلام اے باعثِ تخلیقِ ہر شے وجہِ نوعِ گل
تری خاطر سے ہے کونین میں نظارۂ قدرت
سلام اے پیشوائے مُرسلاں اے ہادیٔ بر حق
تری تقلید کے صدقے ملی معراجِ ہر عظمت
سلام اے جلوۂ نورِ خدا اے حسنِ ربّانی
کہ تو ہی مظہرِ حسنِ ازل گنجینۂ طلعت
سلام اے صاحبِ قرآں سراپا ہستیٔ عرفاں
مکمل عکسِ ذاتِ حق مجسّم آئینہ صورت
سلام اے شہرِ بطحا کے مکیں اے سیّدِ عالم
نہ جانے اب جلائے گی کہاں تک آتشِ فرقت
بہ سوئے جنبشِ مجبور چشمِ التفات آ گئیں
تمنا حاضری کی ہے بہ زیرِ دامنِ غربت



مرے مصطفےٰ مرے مجتبیٰ دلِ غمزدہ کا سلام لو
جو تمہارے غم میں ہے مبتلا اُسی مبتلا کا سلام لو

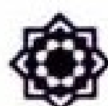
میں غریب و مفلس و بے نوا میں تمہارے در کا گرا پڑا
کسی دن مری بھی سنو صدا کبھی مجھ گدا کا سلام لو

بھلا کس سے حالِ زبوں کہوں جو صدائیں دوں بھی تو کس کو دوں
نہیں سنتا جس کی کوئی صدا کبھی، مجھ گدا کا سلام لو

ہے ہزاروں عیب کی زندگی نہ خلوصِ خلق نہ بندگی
نہیں اچھی جس کی کوئی ادا اُسی بے ادا کا سلام لو

شہِ کربلا کے طفیل میں مری سمت چشمِ کرم اٹھے
تمہیں غوث و خواجہ کا واسطہ سگِ اولیاء کا سلام لو

جسے کہیئے جنبشِ بے ریا ہے اُسی کے حق میں یہ التجا
کہ بُلا کے روضۂ پاک پر اُسی بے ریا کا سلام لو



دو عالم کے آقا زمانے کے والی سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم
ہماری طرف بھی اُٹھے چشمِ عالی سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

چلا ہے محبت کا میری سفینہ تصور میں اپنے بسا کر مدینہ
تخیل میں ہے سبز گنبد کی جالی سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

زہے بخت میرے تصور کا عالم درِ پاک پر دے رہا ہے سلامی
زباں پر سجی ہے درودوں کی ڈالی سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

عطا ہو مجھے بھی نواسوں کا صدقہ سنور جائے میری مقدر کی دنیا
کہ داتا ہو تم اور میں ہوں سوالی سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

بڑی بے کلی ہے بڑی بے کسی ہے میں جنبشؔ ہوں میری عجب زندگی ہے
کرم کیجئے میرا دامن ہے خالی سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

بابِ مناقب

صدیق اکبرؓ

صدق پیکر ابو بکر صدیقؓ ہیں
خاص داور ابو بکر صدیقؓ ہیں

ہم جلیسِ جلو خانۂ شاہِ دیں
ذی مقدر ابو بکر صدیقؓ ہیں

نازِ پاکیزگی عطرِ ایمان و دیں
ذاتِ اطہر ابو بکر صدیقؓ ہیں

ہر دو عالم میں افضل ہیں بعد از نبیؐ
کتنے برتر ابو بکر صدیقؓ ہیں

ہر صحابی نبیؐ کا دُرِ بے بہا
حسنِ گوہر ابو بکر صدیقؓ ہیں

جن کی فاروق اعظمؓ نے کی اتباع
وہ مؤقر ابو بکر صدیقؓ ہیں

حرفِ گویا ہیں جنبشؔ یہ درد آشنا
حق کے مظہر ابو بکر صدیقؓ ہیں

فاروقِ اعظمؓ

نبیؐ فاروقِ اعظم کے خدا فاروقِ اعظمؓ کا
بڑی منزل بڑا ہی مرتبہ فاروقِ اعظمؓ کا

سراپا شرع ہستی شعلۂ و شبنم کا گہوارہ
نظر پتھر ہے دل ہے آئینہ فاروقِ اعظمؓ کا

نمازِ کعبہ دل میں رکھے ہے پہلی روایت کو
وہ عالم کفر کا وہ حوصلہ فاروقِ اعظمؓ کا

ستارے آسماں کے نیکیوں کا حسنِ مظہر ہیں
رہے گا ہر عمل جلوہ نما فاروقِ اعظمؓ کا

وہ خلوت خانۂ شاہِ اممؐ وہ گنبدِ خضرا
قیامت تک رفاقت آشنا فاروقِ اعظمؓ کا

ابھی تک سطوتِ فاروقیت قائم ہے باطل پر
ابھی تک کفر پر ہے دبدبا فاروقِ اعظمؓ کا

حلیفِ نفس سیف اللہ وہ قرآں، نفس عادل
حقیقت نے لقب جس کو دیا فاروقِ اعظمؓ کا

مجلّے شاہراہِ زندگی ہو کیوں نہ اے جنبشؔ
تجلّی آفریں ہے نقشِ پا فاروقِ اعظمؓ کا

سیدنا عثمان غنیؓ

تم جامعِ قرآں خوش لقبی یا سیّدنا عثمان غنیؓ
تم مظہرِ خلقِ ذاتِ نبیؐ یا سیّدنا عثمان غنیؓ

سرکارِ دو عالم نے تم کو دو نور عنایت فرمائے
تم ذوالنورین ایماں کے دھنی یا سیّدنا عثمان غنیؓ

یہ شان یہ منزل یہ قسمت اللہ غنی یعنی تم ہو
ہم زلفِ علیؓ دامادِ نبیؐ یا سیّدنا عثمان غنیؓ

حسنین حفاظت کو جن کی معمور ہوئے وہ ہستی ہو
قربان شہادت جن پہ ہوئی یا سیّدنا عثمان غنیؓ

مانا کہ بقیعِ اقدس کے باہر ہی ہوئی تدفین مگر
تربت پہ ہے رحمت چھائی ہوئی یا سیّدنا عثمان غنیؓ

جس غم کی حکایت قرآں پر لکھی گئی خونِ نا حق سے
اس غم کی حرارت ہے اب بھی یا سیّدنا عثمان غنیؓ

اکثر یہ ہماری سانسوں سے آواز نکلتی ہے جنبشؔ
یا سیدنا عثمان غنیؓ یا سیّدنا عثمان غنیؓ

مولا علیؓ مشکل کشا

مجموعۂ خلق و صفا مولا علیؓ مشکل کشا
یعنی نقیبِ مصطفیٰؐ مولا علیؓ مشکل کشا

ہم زلفِ عثمانِ غنیؓ دامادِ ختم المرسلینؐ
سرتاجِ بی بی فاطمہؓ مولا علیؓ مشکل کشا

کعبہ ولادت کی جگہ مسجد شہادت کی جگہ
کتنے ہو مقبولِ خدا مولا علیؓ مشکل کشا

سر چشمۂ انوارِ دیں وابستۂ نورِ یقیں
پروردۂ نور الہدیٰ مولا علیؓ مشکل کشا

تنویر افزا زندگی جلوہ بداماں بندگی
ہیں آئینہ ہی آئینہ مولا علیؓ مشکل کشا

ہر سمت ہے اک معرکہ پھر کفر اور اسلام کا
یا مرتضیٰ شیرِ خدا مولا علیؓ مشکل کشا

تم مشکلوں میں جب پھنسو جنبشؔ تو یہ منہ سے کہو
مولا علیؓ مشکل کشا مولا علیؓ مشکل کشا

افسانہ علیؓ کا ہے

ہر دم مرے ہونٹوں پہ افسانہ علیؓ کا ہے
کیوں کر نہ کہے کوئی دیوانہ علیؓ کا ہے

تم اہلِ محبت ہو جاتے ہو کہاں ٹھہرو
آ جاؤ یہی یارو مے خانہ علیؓ کا ہے

ہم تشنہ لباں اپنی تقدیر پہ نازاں ہیں
یعنی ابھی گردش میں پیمانہ علیؓ کا ہے

ہم چاک گریباں کو سب حشر میں کہہ دیں گے
دیوانہ علیؓ کا ہے دیوانہ علیؓ کا ہے

ہر شمعِ حقیقت پر قرباں ہوں مگر جنبشؔ
یہ دل ہے وہی دل جو پروانہ علیؓ کا ہے

مولائے کائنات

رکھیں گے دل سے نسبتِ مولائے کائنات
لب پر رہے گی مدحتِ مولائے کائنات

مشکل کشا ہیں شیرِ خدا بو تراب ہیں
اللہ رے شخصیّتِ مولائے کائنات

ایسی ہوا نجف سے کوئی یا خدا چلے
لائے جو ساتھ نکہتِ مولائے کائنات

برسات کر رہی ہے گلوں کی بہارِ خلد
جنت نشاں ہے تربتِ مولائے کائنات

آنسو نکل پڑے مرے نامِ حسینؓ پر
یہ بھی ہے ایک رحمتِ مولائے کائنات

ہم کو بھی آرزو ہے نجف ہم بھی دیکھ لیں
چشمِ کرم ہو حضرتِ مولائے کائنات

شیدائے بو تراب ہوں جنبشؔ بصد خلوص
ایما ہے اپنا الفتِ مولائے کائنات

علی کی بات کرو

اندھیرا کفر کا ہے روشنی کی بات کرو
تجلّیِ رخِ مولا علیؓ کی بات کرو

شرابِ عشقِ علیؓ پی کے جھومتے جاؤ
یہی خودی ہے اسی بے خودی کی بات کرو

جو نا شناسِ رہِ حُبِّ مرتضیٰ ٹھہرے
وہ اجنبی ہے نہ اس اجنبی کی بات کرو

تمام عشق کی قدریں اسی میں شامل ہیں
علیؓ کا ذکر ہو اہلِ نبیؐ کی بات کرو

وہ بے کلی کہ مزہ جس میں ہے محبت کا
اسی میں لطف ہے اس بے کلی کی بات کرو

سبھی صحابۂ سرکارِؐ دو جہاں بر حق
سبھی کا ذکر کرو اور سبھی کی بات کرو

وہ بو بکرؓ ہوں کہ فاروقؓ ہوں کہ عثمانؓ ہوں
جب اُن کی بات کرو جب علیؓ کی بات کرو

علیؓ خدا تو نہیں ہیں خدا علیؓ تو نہیں
مقامِ عبد میں حق آگہی کی بات کرو

ہے بارگاہِ علی بارگاہِ حق جنبشؔ
حضورِ قلب سے مولا علیؓ کی بات کرو

بیڑا پار ہو جائے

کرم ہو یا علیؑ فکرِ سخن بیدار ہو جائے
عطا لفظ و معانی ہوں زمیں ہموار ہو جائے

بنامِ مرتضیٰ ساغر بکف میخوار ہو جائے
نجف سے وہ ہوا آئے کہ دل سرشار ہو جائے

بنے ہر موج ساحل، نا خدا منجدھار ہو جائے
تری مشکل کشائی ہو تو بیڑا پار ہو جائے

بروئے معرفت روشن ضمیری کی تمنا ہے
نظر کچھ ایسی پڑ جائے کہ دل بیدار ہو جائے

علیٔ مرتضیٰ مشکل کشا کا نام لے لیجے
کبھی جب زندگی کا راستہ دشوار ہو جائے

سوادِ کربلا خوں نابِ دُرِّ فاطمہ سے ہے
وہ منظر جب بھی دیکھے چشم گوہر بار ہو جائے

بہاریں بخش دیں وہ آپ نے اپنے غلاموں کو
قدم صحرا میں بھی پڑ جائے تو گلزار ہو جائے

جسے مولودِ کعبہ کا شرف قدرت نے بخشا ہو
نہ کیوں وہ ذاتِ اقدس محرمِ اسرار ہو جائے

علیؑ کا نام کچھ ایسا خطِ طغریٰ میں لکھ دینا
کہ اے جنبشؔ کفن میرا گل و گلزار ہو جائے

بے یاروں کے یاور ہیں

سہارا بے سہاروں کا ہیں بے یاروں کے یاور ہیں
علی مشکل کشا ہیں دستگیرِ قلبِ مضطر ہیں

تصور میں بھی نظریں بارگاہِ مرتضٰی پر ہیں
نجف اشرف کی راہوں میں تمناؤں کے لشکر ہیں

چلو اے تشنگانِ شوق پی لیں آج جی بھر کر
نبیؐ مالک ہیں کوثر کے علیؓ ساقیِ کوثر ہیں

علیؓ کی تہہ نہ پائے گا کوئی لفظ و معانی سے
فراست کے ہیں دریا علم و حکمت کا سمندر ہیں

محمد، عون ، فرزندانِ مسلم اور علی اصغر
یہی غنچے چمن زارِ امامت کے گلِ تر ہیں

تہی دامن نہ سمجھے کوئی ہم اہلِ محبت کو
ہماری آنکھ میں جو اشک ہیں گوہر ہی گوہر ہیں

کسی کی ہمنوائی سے ہمیں مطلب نہیں جنبشؔ
محبت کی ضمانت خود ہمارے دیدۂ تر ہیں

در پردہ زیارت ہے

تصور میں نجف اشرف کی در پردہ زیارت ہے
عجب عالم میں ہوں ہر بر نظر محوِ عبادت ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہم نشیں ، ہم زلف عثمانؓ کے
مرے مولا علیؓ کی شان بھی کیا شانِ رفعت ہے

نجف چلیئے تو اپنی عاقبت بالخیر ہو جائے
علی مرتضیٰؓ کا آستانہ خلدِ رحمت ہے

یہ ارشادِ نبیؐ ہے میں علیؓ کا ہوں علیؓ مجھ سے
اب اس کے بعد بھی سوچے کوئی کیا اس کی جرأت ہے

وہ ہوں خواجہ معین الدین یا وہ غوثِ اعظم ہوں
کرم سب پر علیؓ کا ہے علیؓ سے سب کو نسبت ہے

مرا احساس مجھ کو کربلا کی حد میں لے آیا
شہادت پر جہاں کی ذرے ذرے کی شہادت ہے

وہیں پر دست و بازو قوتِ ایمان پاتے ہیں
کرم فرما جہاں بازوئے حیدرؓ کی شجاعت ہے

گدائے کوچۂ مولا علیؓ ہوں میں بھی اے جنبشؔ
علیؓ کے گھر کے بچے بچے سے مجھ کو محبت ہے

فاطمہؓ

اللہ کیا بیاں ہوں رتبہ ہائے فاطمہؓ
جنتِ شبیرؓ و شبرؓ زیرِ پائے فاطمہؓ

کس قدر رنگ آفریں ہے گلشنِ زہرا کا پھول
ہے نسیمِ ہر نفس نکہت سرائے فاطمہؓ

حشر میں خورشیدِ محشر سے بچائے جو مجھے
تم کہو ابرِ کرم اور میں ردائے فاطمہؓ

غیر ممکن ہے کہ بے معنیٰ ہو مرضیٔ بتولؓ
کام آئے گی قیامت میں رضائے فاطمہؓ

موجزن ہے ہر گھڑی دل میں غمِ آلِ رسولؐ
ہم ہیں جنبشؔ پردہ در پردہ فدائے فاطمہؓ

اللہ اکبر فاطمہؓ

فکر اپنی اور کہاں اللہ اکبر فاطمہؓ
یا خدا بن جائیں لفظوں کا مقدر فاطمہؓ
فخرِ مریم، عائشہؓ کا دل، خدیجہؓ کا جگر
جانِ صدیقؓ و عمرؓ بنتِ پیمبر فاطمہؓ
ہیں محمدؐ مصطفےٰ آئینۂ ربِّ جلیل
مظہرِ حسنِ جمالِ آئینہ گر فاطمہؓ
خوں چکاں ہوتا ہی جاتا ہے نظامِ زندگی
چشمِ رحمت کن نظر بر حالِ مضطر فاطمہؓ
مشکلاتِ وقت کے تیر و سناں باطل ہوئے
صبر و استقلال کا گویا ہیں پتھر فاطمہؓ
رنگ و نکہت تیری نسلِ پاک سے بڑھ کر نہیں
ذرّہ ذرّہ تیرے گلشن کا گلِ تر فاطمہؓ
جس کی آب و تاب میں ہے خاک و خوں کی زندگی
کتنا پانی دار ہے وہ تیرا گوہر فاطمہؓ
جس پسینے پر تصدق بوئے گل مشکِ ختن
اس پسینے کی حقیقت سے معطّر فاطمہؓ
میں ہوں جنبشؔ اس حسینؓ باصفا کی خاکِ پا
جس کے بابا ہیں علیؓ جس کی ہیں مادر فاطمہؓ

فاطمہؓ

دل کو مل جائے زباں احساسِ فن ہیں فاطمہؓ
یا رسولؐ اللہ موضوعِ سخن ہیں فاطمہؓ

نازشِ خاتونِ جنت فخرِ حورانِ بہشت
گوہرِ عفت تقدس پیرہن ہیں فاطمہؓ

ہر قدم اک جادۂ ہستی کا اندازِ شعور
زندگی کی پاک سیرت کا چلن ہیں فاطمہؓ

ہر خوشی کو کشتۂ حسرت بنا کر رکھ دیا
اپنے دل کی آرزوؤں کا کفن ہیں فاطمہؓ

سبزیِ زہرِ حسنؓ ہے سرخیِ خونِ حسینؓ
جس کے ایسے برگ و گل ہیں وہ چمن ہیں فاطمہؓ

صبر و استقلال کے دریا بہا کر رکھ دے
رنج و غم کے پتھروں میں کوہ کن ہیں فاطمہؓ

جلوۂ صبحِ ازل ہے جس کے جلووں کی بہار
نور سے اس نور کے جلوہ فگن ہیں فاطمہؓ

محورِ اخلاقِ عثمانؓ و ابوبکرؓ و عمرؓ
بنتِ احمدؐ زوجۂ خیبر شکن ہیں فاطمہؓ

اختیارِ خلد رکھتی ہے نگاہِ التفات
کیوں نہ ہو محبوبِ ربِّ ذوالمنن ہیں فاطمہؓ

دل گرفتہ ہیں گنہگارانِ امت کے لئے
خلد میں رہتے ہوئے بھی پُر محن ہیں فاطمہ

سر پہ ہے جنبشؔ ہمارے اُن کا دامانِ کرم
ابرِ رحمت کی طرح سایہ فگن ہیں فاطمہؓ



دخترِ خیرالبشر ہیں فاطمہؓ

نیکیوں کی راہ پر ہیں فاطمہؓ
مرتضیٰ کی ہم سفر ہیں فاطمہؓ

پرتوِ مہرِ نبوت ہیں علی
جلوۂ حسنِ دگر ہیں فاطمہؓ

رہ گئیں چھا کر فضائے دہر پر
سرخیِ شام و سحر ہیں فاطمہؓ

ہر کوئی آنسو ہے خوں نابہ جگر
وہ متاعِ چشمِ تر ہیں فاطمہؓ

سایۂ بے سایہ جس کا ہے وجود
ایسی زلفِ منتشر ہیں فاطمہؓ

فاطمی تسبیح پڑھ کر دیکھئے
اتقاء میں عرش پر ہیں فاطمہؓ

آسرا ہم عاصیوں کا حشر میں
آپ کی نورِ نظر ہیں فاطمہؓ

اشکِ بے گریہ شہادت کے امیں
نازشِ ہر نوحہ گر ہیں فاطمہؓ

ہر فضیلت گرد ہے جنبش یہیں
دخترِ خیر البشرؐ ہیں فاطمہؓ

لہو حسینؓ

خوں ناب مہر و ماہ ہوئے مو بہ مو حسینؓ
یعنی اُگل رہی ہیں شعاعیں لہو حسینؓ
ہر موج خوں چکاں تھی لبِ آبِ جو حسینؓ
گویا کہ تھا فرات کا پانی لہو حسینؓ
عشرہ کی شام ایسی شفق سرخ سرخ تھی
جیسے کہ تھا تمہارا لہو ہو بہو حسینؓ
مظلوم سرخ رو رہا ، ظالم سیاہ رو
شمشیر و خوں میں ہوتی ہے یہ گفتگو حسینؓ
ناسور بن گیا ہو جو چشمِ خیال کا
تا حشر ایسا زخم نہ ہوگا رفو حسینؓ
وہ بن گیا نمازِ شہادت کی آبرو
جس خوں سے تم نے کر لیا اپنا وضو حسینؓ
اب نام بھی نہیں کوئی نامِ یزید پر
اک تیرا نام ایسا کہ گھر گھر ہے تو حسینؓ
غنچوں کے رخ پہ اصغرِ معصوم کا لہو
دل میں کلی کلی کے سکینہ کی بو حسینؓ
جنبش کا دل رہے گا اسی طرح غمگسار
روئے گی چشمِ گریہ ہمیشہ لہو حسینؓ

قبلہ نما حسینؓ

آئینۂ جمالِ رخِ مصطفےٰ حسینؓ
ہم آشنائے روشنیِ کبریا حسینؓ

ماتم ہے دل میں اور زباں پر ہے یا حسینؓ
اس طرح جی رہے ہیں ترے مبتلا حسینؓ

احساس کس طرح ہو قیامت کی دھوپ کا
اوڑھے ہوئے ہیں ہم ترے غم کی ردا حسینؓ

دریائے غم کی موج بھی آنکھوں میں سو گئی
اللہ رے صبر کی ہے کوئی انتہا حسینؓ

جس نے کہ اپنے خون کی شمعیں جلائی ہیں
وہ ظلمتِ حیات میں ہے دیوتا حسینؓ

صحرائے زندگی میں غریب الدیار ہیں
سبطِ رسولؐ پاک شہِ کربلا حسینؓ

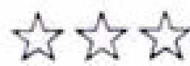
تشنہ لبی سے کھیل رہا ہوں بصد خلوص
اے موجِ سلسبیل مرا مدعا حسینؓ

اربابِ حق کو چاہیے اب تیغِ حیدری
پھر ہر طرف ہے ایک نئی کربلا حسینؓ

خونِ شہیدِ عشق کا منظر ہے صبح و شام
سرخی شفق کی بول اٹھی برملا حسینؓ

دونوں چراغِ ملتِ بیضا کی روشنی
کیا حضرتِ امامِ حسنؓ اور کیا حسینؓ

اس نسبتِ جمیل کو جنبش نہ بھولئے
قبلہ رسولِ پاک ہیں قبلہ نما حسینؓ



ایثارِ حسینؓ

اب فضاؤں سے نمایاں ہوں گے آثارِ حسینؓ
بڑھ رہے ہیں شمر کا دل لے کے اغیارِ حسینؓ

کیف غم آنکھوں میں ہوگا دل میں پندارِ حسینؓ
دور سے پہچان لیں گے آپ بیمارِ حسینؓ

اے نگاہِ چشمِ پر نم اے دلِ غم آشنا
آنسوؤں کے آئینہ میں ہوگا دیدارِ حسینؓ

گود میں صدیاں لئے ہے کربلا کا سانحہ
غم کی تصویریں بنے ہیں پھر بھی انصارِ حسینؓ

گھر جلا کنبہ لٹا نیزے پہ اُن کا سر چڑھا
جب کہیں سمجھی ہے دنیا جا کے معیارِ حسینؓ

لاکھ ماضی کی تہیں پڑتی رہیں احساس پر
چھپ نہیں سکتے کہیں آنکھوں سے انوارِ حسینؓ

آخری معصوم تحفہ کو بھی جاتا دیکھ کر
بے کسی بولی کہ دیکھو یہ ہے ایثارِ حسینؓ

پاسباں ہیں یاس و حرماں بے کسی و بے بسی
اور ہے تلوار کے سائے میں دربارِ حسینؓ

آبیاری خون کے چھینٹوں سے جنبشؔ ہو گئی
کھِل رہا ہے ظلم کے آنگن میں گلزارِ حسینؓ

حسینؓ ابنِ علیؓ

فروغِ حسنِ شہادت حسینؓ ابنِ علیؓ
جمالِ روئے عبادت حسینؓ ابنِ علیؓ

گلِ ریاضِ صداقت حسینؓ ابنِ علیؓ
بہارِ خلد حقیقت حسینؓ ابنِ علیؓ

جلیسِ مسندِ عظمت حسینؓ ابنِ علیؓ
امامِ راہِ طریقت حسینؓ ابنِ علیؓ

زمانہ کہتا ہے جس دن کو یومِ عاشورہ
وہی تھا روزِ قیامت حسینؓ ابنِ علیؓ

تمہارے خون کے صدقے میں رنگ پر آیا
نصیبِ مذہب و ملت حسینؓ ابنِ علیؓ

گلا کٹا کے دکھائی ہے راہِ صبر و رضا
ہیں آپ ہادیٔ امت حسینؓ ابنِ علیؓ

نجات پانے کا حقدار ہو نہیں سکتا
تمہارا منکرِ عظمت حسینؓ ابنِ علیؓ

بہت یزید زمانے میں ہو گئے پیدا
تمہاری پھر ہے ضرورت حسینؓ ابنِ علیؓ

شہیدِ الفتِ آلِ رسول ہوں جنبشؔ
کریں گے میری شفاعت حسینؓ ابنِ علیؓ

حسینؓ ابنِ علیؓ

رنگِ دامانِ شریعت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ
غازۂ روئے امامت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ

تیری شہ رگ کی قسم اے حلقِ دینِ احمدی
خونِ احساسِ نبوت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ

وقت کی آنکھوں سے ٹپکا خون یہ کہتا ہوا
درد کی آشفتہ حسرت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ

دامنِ صبر و رضا کو مل گیا نقشِ ثبات
اس حقیقت کی شہادت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ

سرخروئی پر فدا ہے جس کے غم کی سرخ دھوپ
وہ گلِ باغِ اطاعت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ

تجھ سے نفرت حشر تک رہتی ہمیں اے کربلا
وہ تو یہ کہیے کہ نسبت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ

کیوں نہ جنبشؔ معترف ہوں صاحبانِ منزلت
تاجدارِ ہر فضیلت ہیں حسینؓ ابنِ علیؓ

حق پر حسینؓ ہیں

منجملۂ صفاتِ پیمبر حسینؓ ہیں
ایمانِ حق جو ہے اُسی حق پر حسینؓ ہیں

ہیں جوہرِ متاعِ دوعالم کی آبرو
دینِ مُبیں صدف ہے تو گوہر حسینؓ ہیں

سرخیِ خوں سے سرخرو امت کو کر دیا
سب جس سے سرفراز ہیں وہ سر حسینؓ ہیں

منزل بتا رہی ہے ہر اک دھار خون کی
خنجر پکارتا ہے کہ رہبر حسینؓ ہیں

آنکھیں ہیں اشک بارِ غمِ اہلِ بیت سے
ہنگامہ حشر کا ہے مقدر حسینؓ ہیں

جی بھر کے عاشقانِ شہِ کربلا پئیں
عشرہ کا دن ہے ساقیِ کوثر حسینؓ ہیں

خاتونِ خلد فاطمہؓ زہرا کے لعل ہیں
ابنِ علیؑ ہیں سبطِ پیمبرؐ حسینؓ ہیں

اے حشر بے سہارا سمجھ کر نہ دیکھنا
ہم بے کسوں کے مونس و یاور حسینؓ ہیں

جاؤں گا لے کے حشر میں جنبشؔ غمِ حسینؓ
یہ سوچ کر کہ مرضیِ داور حسینؓ ہیں

مدحتِ شبیرؓ

بہ لفظ لفظ بیاں ہو فضیلتِ شبیرؓ
عطا ہو کلکِ معانی کو مدحتِ شبیرؓ

نبھائی جب نہ کسی نے بھی نسبتِ شبیرؓ
بنامِ حُر ہوئی پیدا رفاقتِ شبیرؓ

ہے صبح و شام کے پردے میں خونِ ابنِ علیؓ
شفق شفق ہے نمایاں شہادتِ شبیرؓ

زبان بلبلِ شیدا کو رنگ دیتی ہے
گلابِ سرخ میں پنہاں روایتِ شبیرؓ

وہی ہے آنکھ جو روئے بنامِ آلِ رسول
وہی ہے دل کے ہو جس میں محبتِ شبیرؓ

پلی ہے گود میں زہرا کے آبروئے حسینؓ
کھلی بدوشِ پیمبرؐ حقیقتِ شبیرؓ

بلالؓ ایسی مقدس ترین ہستی بھی
لیے تھی چشمِ بصیرت میں عظمتِ شبیرؓ

ہزار ظلم و ستم نے رکاوٹیں ڈالیں
نہ رک سکی کسی صورت امامتِ شبیرؓ

وہ آب آب ہوا ہے فرات اے جنبشؔ
ہر ایک موج میں پیدا ہے کلفتِ شبیرؓ

امتحاں کربلا میں

نہ دی ظلم نے جب اماں کربلا میں
ہوئی بے کسی مہرباں کربلا میں
کھلا خون سے گلستاں کربلا میں
شہادت ہوئی گلفشاں کربلا میں
فقط رہ گئیں اٹھ کے معصوم نظریں
نہ کھل پائی سوکھی زباں کربلا میں
تھی بنیاد ابنِ براہیم جس کی
ہوا ختم وہ امتحاں کربلا میں
یہ سر پیٹ کر کربلا کہہ رہی تھی
حسینؓ آ گئے ہیں کہاں کربلا میں
وضو خوں سے کرنے لگی ہر تمنا
ارے کس نے دی ہے اذاں کربلا میں
رضا کیا ہے کیا صبر کی منزلیں ہیں
حقیقت ہوئی ہے عیاں کربلا میں
فرات اپنی تقدیر پر رو رہا ہے
ہے بے آب آبِ رواں کربلا میں

نگاہِ بصیرت نے پایا ہے جنبشؔ
شعورِ غمِ دو جہاں کربلا میں

فیضانِ کربلا

ہے جس کی آب و تاب سے فیضانِ کربلا
جنبشؔ وہی نگینہ ہے ایمانِ کربلا

انسانیت کو درد کی سوغات مل گئی
ہر دل کے واسطے ہے یہ احسانِ کربلا

بیٹھا ہوں لے کے شانۂ احساسِ اشکِ غم
سلجھا رہا ہوں زلفِ پریشانِ کربلا

تجھ کو کسی کی پیاس کا احساس تک نہیں
ساقی یہ میکدہ ہے کہ میدانِ کربلا

ساری فضا ہے ایک گھٹن سی لئے ہوئے
ماحول کی رگوں میں ہے سامانِ کربلا

پہنچے تو سمتِ صبر و رضا کوئی اہلِ دل
لبیک کہہ رہے ہیں شہیدانِ کربلا

اخلاص کے لہو کی بہاریں نہ پوچھئے
اب تک مہک رہا ہے گلستانِ کربلا

کس نے جنونِ عشق میں سر اپنا دے دیا
کیسا ہے چاک چاک گریبانِ کربلا

خورشیدِ غم سے کوئی بھی جنبشؔ نہ بچ سکا
ہر دل ہے زیرِ سایۂ دامانِ کربلا

عنوانِ کربلا

ٹپکا جو کوئی اشک بہ عنوانِ کربلا
دامن تھا نقشِ دامنِ میدانِ کربلا

جس نے لہو حسینؓ کا دل میں سما لیا
وہ سرخ ریت آج بھی ہے جانِ کربلا

غربت کا حال دیکھ لے اے چشمِ بے کسی
اک بے وطن ہے اور ہے میدانِ کربلا

دامن گلوں کے دیتے رہیں گے شہادتیں
روتا رہے گا خون گلستانِ کربلا

محشر بپا ہو لاکھ قیامت اٹھا کرے
اب لوٹ کر نہ آئے گا مہمانِ کربلا

کتنے فرات سوکھے لبوں سے اُبل پڑے
سیرابِ صبر و شکر ہے میدانِ کربلا

پژمردہ پھول عابدِ بیمار تھے مگر
جنبش مہک رہا ہے گلستانِ کربلا

کٹ رہی ہے حلق سبطِ سیّدِؐ ابرار کی

سر کٹا کنبہ لٹا ہے جیت پھر بھی ہار کی
سرنگوں ہے ظلم قسمت ہے بلند ایثار کی

کٹ رہی ہے حلق سبطِ سیّدِؐ ابرار کی
یا لہو بہنے لگا ہے دھار سے تلوار کی

اک طرف تھا ظلم سے بھر پور طاقت کا غرور
اِک طرف ٹولی غریب و بے کس و نادار کی

اہلِ اُمت ہی تھے جو تھے قاتلِ آلِ رسولؐ
بات کیا غیروں سے کریے ظلم کے پندار کی

آسماں بھی یومِ عاشورہ لہو آشام تھا
اک فضا تھی کیفیت میں دیدۂ خوں بار کی

اب کہاں باقی رہے شمر و یزید ابنِ زیاد
روشنی ہے ہر طرف مظلوم کے کردار کی

ہو نہ پائے سرنگوں سر کٹ کے بھی مظلوم کے
لاج رکھ لی چڑھ کے نیزے پر علمبردار کی

کام آجائے نواسوں کا لہو بھی حشر میں
ہو گئی حد اپنی امت سے نبیؐ کے پیار کی

کربلا سے حضرتِ حُر دیکھتے تھے خلد کو
دور رس کتنی نظر تھی دیدۂ بیدار کی

کربلا کی جنگ نے جنبشؔ یہ ثابت کر دیا
ہر مسلماں کے لئے اک شرط ہے کردار کی



خون پانی دیکھتے جاؤ

فراتِ غم کی آنکھوں سے روانی دیکھتے جاؤ
شہیدوں کا ہوا ہے خون پانی دیکھتے جاؤ

اِدھر لائی ہے مہندی رنگ قاسمؓ کے جنازے پر
اُدھر اکبرؓ کے لاشے کی جوانی دیکھتے جاؤ

زباں اصغرؓ کی چُپ ہے حُرملا کا تیر کھا کر بھی
لبِ معصوم کی یہ بے زبانی دیکھتے جاؤ

عزا داری حسینؓ ابنِ علیؓ کی کم نہیں ہوگی
جو منظر بن گئی ہے وہ کہانی دیکھتے جاؤ

جو روئیں بھی تو کیا روئیں کہ آنکھیں خشک ہیں اپنی
ہمارے دل کے غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ

شفق کا سرخ منظر کربلا کے خون کا مظہر
نظر ڈالو شہادت کی نشانی دیکھتے جاؤ

بپا ہے اک تلاطم دیدۂ نمناک میں جنبشؔ
غمِ شبیرؓ میں آنکھوں کا پانی دیکھتے جاؤ

امامت لئے ہوئے

معراجِ زندگی کی بشارت لئے ہوئے
آئے حسینؓ شانِ امامت لئے ہوئے

قرآں جمالِ حسنِ شریعت لئے ہوئے
رگ رگ میں تھے حسینؓ حقیقت لئے ہوئے

اللہ رے تمازتِ میدانِ کربلا
ساری فضا ہے غم کی حرارت لئے ہوئے

موجِ فرات سر کو پٹکتی ہے بار بار
مدت سے اپنی شومیٔ قسمت لئے ہوئے

اُمت کے حق میں محوِ دعا ہیں شہِ انام
صبر و رضا کا حسنِ کرامت لئے ہوئے

جب بے کسی نے شمعیں بجھا دی تھیں آس کی
حُر بڑھ رہے تھے اپنی رفاقت لئے ہوئے

جنبشؔ غمِ حسینؓ میں دل غمزدہ رہے
دامن میں ہے یہ غم بھی عبادت لئے ہوئے

بہاروں کی طرح

سرخ چہرے گلعذاروں کی طرح
رنگِ خوں مہکا بہاروں کی طرح

اللہ اللہ کربلا والوں کا نور
ذرّہ ذرّہ ماہ پاروں کی طرح

حیرتِ نظّارہ چہرہ شمر کا
ظلم چھایا ہے غباروں کی طرح

چہرہ چہرہ لاشہ فرد فرد
بکھرے بکھرے چاند تاروں کی طرح

پھر رہی ہے بوئے اصغرؓ کے لئے
صبح گاہی بے قراروں کی طرح

کربلا میں خون کے قطروں کے پھول
فصلِ گل کے استعاروں کی طرح

ہو کے جنبش رہ گئی از روئے غم
چشمِ گریہ آبشاروں کی طرح

نوحہ

اسلام کا علَم ہے جب تک اٹھا رہے گا
ہونٹوں پہ نام سب کے عباسؓ کا رہے گا

آلِ نبیؐ کے غم کا ماتم بپا رہے گا
آنکھوں میں آنسوؤں کا اک سلسلہ رہے گا

دکھلائے گا قیامت کے روز رنگ اپنا
شبیرؓ کا لہو ہے کب تک چھپا رہے گا

لاشہ پکڑ کے بھائی کا کہہ رہی تھیں زینبؓ
یہ خاک و خوں کا بستر کب تک لگا رہے گا

اصغرؓ کو دیکھ کر یہ کہنے لگیں سکینہؓ
معصوم کا کہاں تک سوکھا گلا رہے گا

تاریخ کربلا کی بھولے گا کون جنبشؔ
تاحشر اس قیامت کا تذکرہ رہے گا

غوثِ اعظمؒ

وقارِ طریقت مرے غوثِ اعظمؒ
جمالِ ولایت مرے غوثِ اعظمؒ
سراپا ہدایت مرے غوثِ اعظمؒ
مکمل شریعت مرے غوثِ اعظمؒ

جسے چاہیں اہلِ کرامت بنا دیں
مجسم کرامت مرے غوثِ اعظمؒ

تمہاری ہی نسبت سے رکھتے ہیں نسبت
سب اہلِ طریقت مرے غوثِ اعظمؒ

تمہاری گلی کے لگاتے ہیں پھیرے
یہ ارماں یہ حسرت مرے غوثِ اعظمؒ

بڑی الجھنیں ہیں مری زندگی میں
کوئی چشمِ رحمت مرے غوثِ اعظمؒ

قدم بوس ہونے کو جی چاہتا ہے
بروئے سعادت مرے غوثِ اعظمؒ

فضائے زمانہ موافق نہیں ہے
پریشاں ہے امت مرے غوثِ اعظمؒ

نگاہِ کرم سوئے جنبشؔ جو اُٹھے
سنور جائے قسمت مرے غوثِ اعظمؒ

آستاں خواجہ کا ہے

معرفت میں نامِ نامی ضو فشاں خواجہؒ کا ہے
مرتبہ ہر چشمِ بینا پر عیاں خواجہؒ کا ہے

نغمہ زن ہیں کیسے کیسے عندلیبِ معرفت
جس کا چشتی نام ہے وہ گلستاں خواجہؒ کا ہے

جس قدر بھی مانگنا ہو مانگ لے جی کھول کر
اے جبینِ آرزو یہ آستاں خواجہؒ کا ہے

ہو عطا لفظوں کو اعجازِ تقدس کا وقار
یا خدا میری زباں ہے اور بیاں خواجہؒ کا ہے

عرصہ گاہِ حشر میں ہر سو فرشتے خلد کے
کہتے پھرتے ہیں کہ دیوانہ کہاں خواجہؒ کا ہے

حاضری اجمیر کی لے جائے طیبہ کی طرف
یہ دعا ہے یا الٰہی درمیاں خواجہؒ کا ہے

مجھ کو زیرِ دامنِ انوار جنبشؔ دیکھ کر
حشر والے کہہ اٹھے یہ بے گماں خواجہؒ کا ہے

میرے خواجہؒ

بنامِ شہِ بحر و بر میرے خواجہؒ
اِدھر بھی کرم کی نظر میرے خواجہؒ

جمالِ رسولِ خدا دیکھنا ہے
عطا ہو شعورِ نظر میرے خواجہؒ

میں اڑ اڑ کے آتا تمہاری گلی میں
جو ہوتے مرے بال و پر میرے خواجہؒ

عطا کیجئے اپنی چادر کا دامن
ہیں آنکھوں میں گلہائے تر میرے خواجہؒ

کچھ اس طرح اجمیر دل میں بسا ہے
لبوں پر ہے شام و سحر میرے خواجہؒ

ہمیشہ برستی ہے رحمت جہاں پر
وہ ہے آپ کی رہ گزر میرے خواجہؒ

حقیقت کوئی اُن کی آنکھوں سے پوچھے
جو دیکھ آئے ہیں تیرا در میرے خواجہؒ

دعا ہے تری پاک گلیوں کے صدقے
مدینے کا بھی ہو سفر میرے خواجہؒ

غلامِ غلامانِ چشتی ہے جنبشؔ
نہ کیوں ہو نصیب اوج پر میرے خواجہؒ

خواجہؒ کی قربت میں

ملا ہے لطف جینے کا ہمیں خواجہؒ کی قربت میں
سکونِ دل نظر آیا ہمیں خواجہؒ کی قربت میں

سراہا ہے ہمیں اجمیر کی گلیوں میں رحمت نے
ملی ہے نعمتِ عظمیٰ ہمیں خواجہؒ کی قربت میں

قسم کھا کر فرازِ طور کی کہتا ہے تارا گڑھ
نظر آیا وہی جلوا ہمیں خواجہؒ کی قربت میں

انا ساگر کے وسعت آفریں دامن پہ لکھا ہے
ملا ہے ظرف کا دریا ہمیں خواجہؒ کی قربت میں

جہاں گنجِ شکر نے معرفت کی منزلیں طے کیں
نظر آیا وہی خِطّہ ہمیں خواجہؒ کی قربت میں

بہ فیضِ حضرتِ عثماں نہ خالی ہو گا اب دامن
کہ ہاتھ آیا وہ گنجینہ ہمیں خواجہؒ کی قربت میں

نظر آئی ہے منزل خلد کی اجمیر میں جنبشؔ
ملا جنت کا دروازہ ہمیں خواجہؒ کی قربت میں

غریب نواز

نگاہ اٹھتی ہے کہتی ہوئی غریب نواز
تمہارے جیسا کوئی بھی نہیں غریب نواز

نظر ملے تو مٹے تشنگی غریب نواز
پھر اک نگاہ محبت بھری غریب نواز

کلی کی طرح کھلے زندگی غریب نواز
ملے ہوا مجھے اجمیر کی غریب نواز

ہماری آپ کی نسبت عجیب نسبت ہے
غریب ہم ہیں تو ہیں آپ بھی غریب نواز

یہ چند اشک ہی سوغات لے کے آیا ہوں
نواز لیجئے غربت مری غریب نواز

تری گلی ہے کہ زینہ ہے قصرِ رحمت کا
قدم بڑھا کہ ملی آگہی غریب نواز

ہے آرزو تو یہی آرزو ہے جنبش کی
نگاہِ دل کو ملے روشنی غریب نواز

شاہِ کلیر

سلام اے شاہِ کلیر اے فرید الدین کے جانی
ترے قدموں میں کی ہے آج ہم لوگوں نے مہمانی

علی احمد ہے نامِ پاک فطرت صابر و شاکر
علیؓ کی اور احمدؐ کی ہے تجھ میں جلوہ سامانی

تری ذاتِ مقدس لفظ الّا اللہ سے واصل
فنا فی اللہ ہستیِ مبارک نطقِ ربّانی

بنامِ حضرتِ گنجِ شکرؒ چشمِ عنایت ہو
ہم ایسے بے نواؤں پر بھی ہو جائے گل افشانی

کرم یہ ہو کہ ہم ہر سال آئیں حاضری دینے
یہی آواز ہے دل کی یہی آواز ایمانی

سفر اجمیر کا ہے حاضری ہے آپ کے در کی
مرے مرشد تمھیں کرنی ہے جنبشؔ کی نگہبانی

مجا شاہ قلندرؒ لہر پوری

بروئے معرفت انسانِ کامل با صفا ٹھہرے
حدِ ادراکِ معنیٰ میں حقیقت آشنا ٹھہرے

شعورِ زندگی سکھلا رہی ہے خاک تربت کی
وقارِ اہلِ عالم بن کے احساسِ وفا ٹھہرے

شریعت کی تجلّی روضۂ اقدس سے روشن ہے
پئے حسنِ زیارت ایک مردِ با خدا ٹھہرے

بہارِ خلد آ کر گل کھلائے رنگِ عشرت کے
ٹھہرنا ہے تو اس چوکھٹ پہ جنت کی ہوا ٹھہرے

زمانہ کیوں نہ اے جنبشؔ جھکائے سر عقیدت سے
مجا شاہِ قلندرؒ افتخار الاولیا ٹھہرے

حضرتِ مقبول انور شاہ قلندرؒ

جلوۂ خاصِ حق مدفن شہِ مقبولؒ انور کا
حریمِ خلد ہے مسکن شہِ مقبولؒ انور کا

لئے ہے نورِ عرفاں کا بہ حسنِ خاص دامن میں
تجلّی آفریں مدفن شہِ مقبولؒ انور کا

پڑا جس پر بھی سایہ جگمگا اٹھا نصیب اُس کا
ہے دل آئینۂ روشن شہِ مقبولؒ انور کا

وہ دنیائے شریعت ہو کہ عالم ہو طریقت کا
بہ ہر سو نام ہے روشن شہِ مقبولؒ انور کا

بھٹکنا غیر ممکن ہے مرا راہِ حقیقت سے
مرے ہاتھوں میں ہے دامن شہِ مقبولؒ انور کا

رسائی ہوگی اِس دامن سے دامانِ محمدؐ تک
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن شہِ مقبولؒ انور کا

بہارِ دین و دنیا غنچے غنچے پر تصدق ہو
رہے پھولا پھلا گلشن شہِ مقبولؒ انور کا

یہی ہے ہاں یہی ہے مرجعِ خلقِ خدا جنبشؔ
یہی ہے ہاں یہی مدفن شہِ مقبولؒ انور کا

منظوم تاریخِ وصال

(حضرت مفتی سید نجم الحسن صاحب رضوی خیرآبادی)

الٹا سورج نے صبح کا جو ورق | رو دیا خوں کے اشک رنگِ شفق
سیدِ پاک باز عالمِ دیں | شرع پیکر حیات حق ہی حق
سادہ سادہ سی ہستیِ بے لوث | خلق و اخلاص زندگی کا عرق
زیست سر چشمۂ فیض و کرم | درس و تدریس عمر بھر کا سبق
روشنی اہلِ دیدہ و دل کو | بزمِ اربابِ دین کی رونق
یعنی نجم الحسن ہمہ اوصاف | جلوہ گر تھے جو بن کے نجم الحق
چھوڑ بیٹھے جہانِ فانی کو | ہو گیا روئے اہلِ سنت فق
فکرِ سالِ وصال تھی جنبشؔ | اور غم سے تھا یہ کلیجہ شق

بول اٹھا ادب بہ قلبِ ادب
علم کی شمع مفتیِ بر حق

۱۴۲۰ - ۱۱ = ۱۴۰۹ھ

امام الہند حضرت محی الدین ابوالکلام

عالمِ اکمل مسیحِ دیں سیاست کے امام
فخرِ ملت نازشِ فہم و فراست بوالکلام

واقفِ رازِ طریقت عارفِ ایمان و دیں
شارحِ دینِ حقیقت نائبِ خیر الانامؐ

بر بنائے جامعیت ناز و فخرِ روزگار
جوہرِ فرد و یگانہ ، لائقِ صد احترام

بانیٔ تاریخِ نو خلاقِ روحِ حُریت
قائدِ قوم و وطن محبوبِ قلبِ خاص و عام

مالکِ ملکِ معانی ناظمِ نظمِ علوم
جامع و مستجمعِ اوصاف و انداز کرام

صبح گاہی حریمِ خلد تیرا ہر نفس
تیری ہستی گلشنِ فردوس میں محوِ خرام

آج ہے جنبش بھی تیرے سوگواروں میں شریک
اے زعیمِ مُلک و ملّت الوادع و السّلام

خیر آباد

صاحبِ قلب و نظر شرع کے پیکر کی زمیں
خیر آباد ہے چشتی و قلندر کی زمیں

حضرتِ سعدؒ لقب جن کا ہے مخدوم کبیر
آسماں بن کے صدا جن کی رہی در کی زمیں

اس کو گنجینۂ ادراکِ معانی کہیے
غوطہ زن ہو تو نظر آئے سمندر کی زمیں

وہ سمندر کہ جہاں علم و ہنر ہے نایاب
دانش و فکر کی آنکھوں میں ہے گوہر کی زمیں

ذرّے ذرّے میں نہاں حکمت و عرفان و شعور
خواب گاہِ نظراں سعیِ مکرّر کی زمیں

در و دیوار طریقت کی مہک دیتے ہیں
اک مقام اپنا یہ رکھتی ہے گلِ تر کی زمیں

ہے یہاں چشمۂ فیضانِ کرم اے جنبشؔ
مئے اُگلتی ہے یہی شیشہ وساغر کی زمیں

پھلواری شریف

اللہ اللہ کیا بتاؤں کیا ہے پھلواری شریف
حق تعالیٰ کی پسندیدہ ہے پھلواری شریف

جنّتِ نظارہ ہے اہلِ نظر کے واسطے
یعنی اک فردوس کا ٹکڑا ہے پھلواری شریف

دور ہو جائے گا دل سے گرمیٔ محشر کا غم
ابرِ رحمت کا حسیں سایہ ہے پھلواری شریف

ذرّے ذرّے سے ہے عرفاں کی تجلّی آشکار
معرفت والوں کا گہوارہ ہے پھلواری شریف

ہے سہارا اپنے عصیاں کو چھپانے کے لئے
ہم گنہگاروں کا اک پردہ ہے پھلواری شریف

دور ہو جائے گی ساری چشم و دل کی تشنگی
فیض کا بہتا ہوا دریا ہے پھلواری شریف

آؤ اے جنبشؔ پئے حسنِ عقیدت چل پڑیں
روح کی تسکین کا رستہ ہے پھلواری شریف

پھلواری چلو

پیر و مرشد کی نظر چاہو تو پھلواری چلو
اپنے سینے میں اثر چاہو تو پھلواری چلو

بڑھ رہی ہے ہر طرف تاریکئ بغض و فساد
جلوۂ نورِ قمر چاہو تو پھلواری چلو

زندگی و بندگی میں جس سے آ جائے جِلا
وہ نگاہِ معتبر چاہو تو پھلواری چلو

ذرّے ذرّے میں جہاں کے معرفت کا نور ہے
دوستو وہ رہ گزر چاہو تو پھلواری چلو

جلوہ گر جس کے نظارے سے ہو ایمان ویقیں
دیکھنا ایسا بشر چاہو تو پھلواری چلو

زندگی گزرے گی سائے میں امان اللہ کے
وہ سکونِ معتبر چاہو تو پھلواری چلو

جس پہ اے جنبشؔ سکونِ زندگی قربان ہو
تم جو ایسی رہ گزر چاہو تو پھلواری چلو

تضمین

(برقطعۂ حضرتِ شیخ سعدیؒ شیرازی)

سرِ عرش رفعتِ منتہی
وہ شبِ دنی تری رہ روی
کہا ہر ملک نے کہ یا نبیؐ
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

ترا نور نورِ کمال ہے
تو ہی شانِ حسنِ جمال ہے
ترا جلوہ جلوۂ ایزدی
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

ترے وصف کی نہیں انتہا
کہ ہے بعدِ حمد تری ثنا
تری مدح میں ہے قرآن بھی
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

یہی وصفِ قلبِ حضور ہے
یہی شغلِ ربِّ غفور ہے
کہے جنبشؔ اپنی زبان میں بھی
صَلُّوْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ

رحمتِ ماہِ صیام

زندگی سرمست تھی پی کر مئے عرفاں کا جام
ہوش پر تھا بے خودیِ عشق کا طاری نظام

حد سے باہر ہو رہی تھیں روح کی سرشاریاں
ہو رہی تھی زندگانی بے نیازِ صبح و شام

دل بہ ذوق و شوق تھا مائل بہ قرآنِ کریم
ہر طرف جاری تھا فرمانِ رسولؐ خاص و عام

مل رہی تھی لحظہ لحظہ لذتِ کیفِ حیات
دے رہا تھا ہر نفَس مرضیِ خالق کا پیام

بن گئے تھے جاں فزا ذکر و ظائف اعتکاف
تھا مسلط ذہنِ اہلِ حق پہ ایمانی نظام

ہر جبیں محوِ عبادت ہر نظر ایماں مآب
تھی فضا تقویٰ اثر پھیلا ہوا تھا زہدِ عام

طالبِ خوشنودیِ حق تھی ہر اک روحِ عمل
مومنوں کا ہو رہا تھا نفسِ امّارہ غلام

کُھل گئے تھے بابِ رحمت بارشِ انوار تھی
موجزن بحرِ کرم تھا لطفِ ربّانی تھا عام

اس قدر معراج پر تھی نورِ ایماں کی ضیا
گرد ہو کر رہ گیا تھا جلوۂ ماہِ تمام

رتبۂ مومن بفضلِ حق بڑھا تھا اس قدر
آ رہے تھے ساکنانِ عرش بھی بہرِ سلام

کیوں نہ دل تڑپے زمانہ یہ ہوا دامن کشاں
رنجِ فرقت دے رہی ہے یہ فضائے نیک نام

اُف کہ ٹھہری ہے جدائی سال بھر کے واسطے
آہ ایّامِ مبارک آہ لمحاتِ کرام

اَلفراق و اَلفراق و الوداع و الوداع
السّلام و السّلام اے رحمتِ ماہِ صیام

☆☆☆

الوداع ماہِ صیام

الفراق و الوداع ماہِ صیام
مومنوں کا تجھ پہ ہو لاکھوں سلام

تو سراپا رحمتِ پروردگار
فضلِ یزداں کا مکمل شاہکار

تیرے آنے سے کھلے رحمت کے در
بند ہو کر رہ گئی نارِ سقر

اک نئی برکت تھی تیرے نام سے
ہر نفس رہتا تھا ہر دم کام سے

صبح سے تا شام روزے کا سرور
شام سے تا صبح اذکارِ غفور

وِردِ قرآنِ مبارک روز و شب
زندگی ہر وقت محوِ یادِ رب

وہ ریاضت کا شعورِ زندگی
وہ عبادت کا جمالِ سرمدی

وہ نمازِ پنج گانہ شعار
وہ مئے عشقِ حقیقت کا خمار

وہ صلوٰۃِ سنتِ خیرالانامؐ
وہ تراویحِ مبارک کا نظام

ہر نظر تھی حاملِ پاکیزگی
ڈھل رہی تھی نیکیوں میں زندگی

وسوسے شیطانیت کے دور تھے
پاس آنے سے گنہ مجبور تھے

فضلِ ربّ العالمیں تھا بے حساب
واقعی ستّر گنا تھا ہر ثواب

اللہ اللہ ہر گھڑی کی برکتیں
آسماں سے وہ برستی رحمتیں

سال بھر کے واسطے جاتے ہیں اب
فضلِ ربّ العالمیں کے روز و شب

ہم مسلمانوں کو اے ربّ العلیٰ
ماہِ رمضان المبارک پھر دکھا

غنچے پھر اپنی محبت کے کھلیں
پھر ہمیں بچھڑے ہوئے یہ دن ملیں

پھر گنہ گارانِ امت کی ہو عید
جنبشِ عاصی کہے خوش آمدید

حجاج کرام کی خدمت میں

مبارک باد

مبارک ہو خیالِ نیک کی دنیا مبارک ہو
حریمِ دل میں مہر ہوش کا جلوہ مبارک ہو

مبارک ہو مبارک ہو طوافِ خانۂ کعبہ
پتنگا بن کے گِردِ شمع منڈلانا مبارک ہو

بہ زیرِ سایۂ رحمت جلو میں شمعِ عرفاں کی
خوشی کے ساتھ جانا جا کے پھر آنا مبارک ہو

طفیلِ بندگی رفعت کا ملنا صحنِ مسجد میں
خدا کے گھر میں جا کر سجدے پر سجدہ مبارک ہو

بہ منشائے سعادت دل سے سجدہ ریزیاں پیہم
بصد عجز و نیازِ بندگی توبہ مبارک ہو

مئے توحید کے ساغر سے سرشارِ خودی ہو کر
خودی میں بے خودی کے رمز دکھلانا مبارک ہو

بفضلِ حق رسوماتِ حرم اک اک ادا کرنا
عروجِ بندگی کا رتبۂ اعلیٰ مبارک ہو

ہوائے رشکِ باغِ خلد کو سانسیں بنا لینا
مدینہ کی فضا میں گھومنا پھرنا مبارک ہو

وہ طیبہ جس کا ہر ذرہ فروغِ طور کا حاصل
بہ الفاظِ دگر جلووں کا گنجینہ مبارک ہو

فرشتے پھرتے ہیں جن گلیوں میں جاروب کش ہو کر
مدینہ کی اُنھیں گلیوں کا نظّارہ مبارک ہو

مشرف ہونا آنکھوں کا شہِ بطحا کے جلووں سے
نظر آنا رسولؐ اللہ کا روضہ مبارک ہو

نظر آنا فلک رفعت عروجِ گنبدِ خضریٰ
سنہری جالیوں کا حسنِ نظّارہ مبارک ہو

بصد جذبات ذہنِ جنبشِؔ گرویدۂ طیبہ
دکھانے آیا ہے لفظوں کا آئینہ مبارک ہو



رہبرانِ ملّت

یہ وہ اہلِ کرم ہیں جو کرم آگاہ کرتے ہیں
عجب بندہ نوازی ہے گدا کو شاہ کرتے ہیں

گدایانِ طریقت کا مقدر کیا مقدر ہے
کہ بھر جاتا ہے دامن جب بھی الّا اللہ کرتے ہیں

اُنھیں کے در سے وابستہ ہیں امیدیں زمانے کی
خدا کے حکم سے سب کچھ خدا آگاہ کرتے ہیں

نظر آتا نہیں جب کوئی چارہ دردِ فرقت کا
کلیجہ تھام کر ہم بے کسی میں آہ کرتے ہیں

ہماری رہبری فرمایئے یا رہبرِ ملت
کچھ ایسے راستے ہیں جو ہمیں گمراہ کرتے ہیں

غلامیِ غلامانِ نبیؐ پر ناز ہے جنبش
یہ دنیا کیا ہے کب دنیا کی ہم پرواہ کرتے ہیں

رُباعیات

پھولوں کی لطافت میں چھپا ہے تو ہی
بلبل کی محبت میں چھپا ہے تو ہی
ہے موجِ صبا تیری ہی سانسوں کا نکھار
گلشن کی حقیقت میں چھپا ہے تو ہی

....

جب دل سے زباں نے کیا چرچا تیرا
ربِّ اَرِنی کہہ اٹھا موسیٰ تیرا
اللہ رے فراوانیٔ جلوہ اے دوست
اک پردہ ہی پردہ رہا جلوہ تیرا

....

خورشید ، قمر تارے ترے شاہد ہیں
یہ جلوے یہ نظّارے ترے شاہد ہیں
تو نور سراپا ہے تو ہے حسنِ جمیل
قرآن کے سیپارے ترے شاہد ہیں

....

خورشید کہ اک جلووں کا گنجینہ ہے
مہتاب کہ اک حسن کا آئینہ ہے
ہر داغ میں تنویر ہے تیرے غم کی
غم سے ترے معمور مرا سینہ ہے

....

ایسا غمِ دوری کا قرینہ ہو جائے
معمورِ تجلّی مرا سینہ ہو جائے
یارب ترے جلووں سے نہ مایوس رہوں
دل کعبہ جگر میرا مدینہ ہو جائے

....

عالم وہ مری فکر عمل کا ہوئے
احساس ندامت مرا آنسو دھوئے
یارب ہو عطا ایسی مجھے بیداری
آنکھیں نہ مری سوئیں نہ دل ہی سوئے

....

مرتے ہیں ترے نام پہ جینے والے
رہتے ہیں ترے دھیان میں پینے والے
ہے جان محبت کی عبادت تیری
اللہ کے محبوب مدینے والے

....

وہ بات جو ہم اہلِ یقیں سمجھے ہیں
کب اُس کو بھلا دشمنِ دیں سمجھے ہیں
ہم اہلِ عقیدت ہیں محبت افروز
طیبہ کی زمیں عرشِ بریں سمجھے ہیں

....

مجموعۂ اوصاف ہمہ خوبی ہیں
انداز ہیں جتنے سبھی محمودی ہیں
پتھر پہ جو پڑ جائیں تو بن جائیں نقوش
کہنے کو چرن اُن کے کمل روپی ہیں

....

ہر لمحہ مئے شوق کے پینے والے
مستی کے تقدس میں ہیں جینے والے
ہیں ساقیِ کوثر کے ہمہ وقت قریب
کس درجہ ہیں خوش بخت مدینے والے

....

سرکارؐ کے رتبے کو سمجھنا آ جائے
قطرے کی بھی آغوش میں دریا آ جائے
ہو جائے عطا عشقِ بلالی یارب
ہم کو بھی غلامی کا سلیقہ آ جائے

....

خاکی ہے بشر پھر بھی جمالی سمجھو
سمجھو مرے لفظوں کو مثالی سمجھو
انسان کی مسند ہے مقامِ محمود
انساں کا ذرا رتبۂ عالی سمجھو

....

پائی قدمِ پاک سے عظمت پائی
محبوبِ خدا ہی سے فضیلت پائی
جاتے نہ اگر عرش پہ شاہِ لولاکؐ
کیا عرش سمجھتا بھی کہ رفعت پائی

....

کونین پہ کرتی ہوئی اک راج گئی
ہر سر کے لئے بنتی ہوئی تاج گئی
وابستہ رہے گی ابدی عظمت سے
وہ خاکِ مکرم کہ جو معراج گئی

....

یارب وہ گھڑی آئے مدینہ دیکھوں
قسمت کے سنورنے کا طریقہ دیکھوں
قربان ہے جس روضہ پہ فردوسِ بریں
سرکارِ دو عالم کا وہ روضہ دیکھوں

....

تنویرِ ہدیٰ حسنِ مجلّٰی ہیں رسولؐ
جلووں کی ادا نور سراپا ہیں رسولؐ
اُن سے نہیں بہتر کوئی شہکارِ حسیں
قدرت کے خزینہ کا نگینہ ہیں رسولؐ

....

اخلاص عبادت کا ذریعہ سرکارؐ
آئینۂ معبود کا جلوہ سرکارؐ
کہتی قسم کھا کے جبینِ کونین
جو کعبہ کا کعبہ ہے وہ کعبہ سرکارؐ

....

دنیا مجھے لکھ دے نہ تو عقبیٰ لکھ دے
لکھ دے تو مری حسبِ تمنا لکھ دے
یارب میں تری کلکِ معانی کے نثار
میرے بھی مقدر میں مدینہ لکھ دے

....

ہر ایک نفس عرش کا زینہ دیکھوں
ہر لمحہ کرم تیرا خدایا دیکھوں
اس طرح مدینے میں سکونت ہو مری
جب آنکھ اُٹھے گنبدِ خضریٰ دیکھوں

....

نذرِ جنبشؔ خیر آبادی

ڈاکٹر مخمورؔ کاکوروی

خوش فکر سخنور تھے جنابِ جنبشؔ
اخلاص کا پیکر تھے جنابِ جنبشؔ
'غزلوں کا سفر' اور 'گلِ خضرا' دیکھو
کس درجہ قد آور تھے جنابِ جنبشؔ

....

اے گلِ خضریٰ کے خالق شاعرِ شیریں سخن
شخصیت پر تیری نازاں کیوں نہ ہوں اہلِ وطن
تیری نعتیں مظہرِ حُبِ شہ خیر الامم
اور تری غزلوں سے قائم اعتبارِ فکروفن

....

اس جہاں میں وہ نہیں ہیں تو کوئی غم کیسا
آج بھی حضرتِ جنبشؔ کا ہنر زندہ ہے
کون مخمورؔ بھلا سکتا ہے جنبشؔ کو یہاں
جب تلک آپ کی 'غزلوں کا سفر' زندہ ہے

....

قطعۂ تاریخ بسلسلۂ انتقالِ پُر ملال
استاد قبلہ حضرت جنبشؔ خیرآبادی مرحوم و مغفور

ساجدؔ خیرآبادی

شاعرِ باوقار رُخصت شد
خوش بیاں ، خوش نگار رخصت شُد
حُسنِ فصلِ بہار رُخصت شُد
شجرِ سایہ دار رخصت شُد
صاحبِ علم و فن متاعِ سُخن
باوفا ، حق شعار رخصت شُد
شہر در شہر گریہ و زاری
حیف یک شہریار رُخصت شُد
بُلبُلِ خُوشنوائے ''بزمِ غزل''
جنبشؔ نغمہ بار رُخصت شُد
ساجدؔ خستہ حال می گوید
مشفق و غمگسار رخصت شُد
بادب رفت و شُد ہمیں تاریخ
آہ فصلِ بہار رُخصت شُد

۱۹۹۹ء=۱۰-۲۰۰۹ء

قطعات

بسلسلۂ انتقالِ پُر ملال

استاد قبلہ حضرت جنبشؔ خیرآبادی مرحوم

ساجدؔ خیرآبادی

نازشِ اہلِ وطن حضرت جنبشؔ نہ رہے
یعنی استادِ سخن حضرتِ جنبشؔ نہ رہے
بات اُن کی جو چلی اہلِ ادب یہ بولے
واقعی ماہرِ فن حضرتِ جنبشؔ نہ رہے

……………

شعر گوئی کا تھا انداز نرالا اُن کا
گونجتی اب بھی ہیں کانوں میں صدائیں اُن کی
لوگ کہتے تھے جنھیں حضرتِ جنبشؔ ساجدؔ
ہیں مرے ساتھ ہمہ وقت دُعا میں اُن کی

……………

قطعۂ تاریخ رحلت

حضرت جنبشؔ خیرآبادی مورخہ ۳؍دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ

نتیجۂ فکر گہرؔ خیرآبادی

توڑ کے دنیا کے بندھن
خوابیدہ ہے در مدفن
فہم و فراست کا مخزن
یعنی جنبشؔ صاحبِ فن
لکھ دو یہ تاریخ گہرؔ
اہلِ چراغِ بزمِ سخن

۱۹۹۹ء

قطعات

بسلسلۂ انتقالِ پُر ملال استاد قبلہ حضرت جنبشؔ خیرآبادی

شاکرؔ خیرآبادی

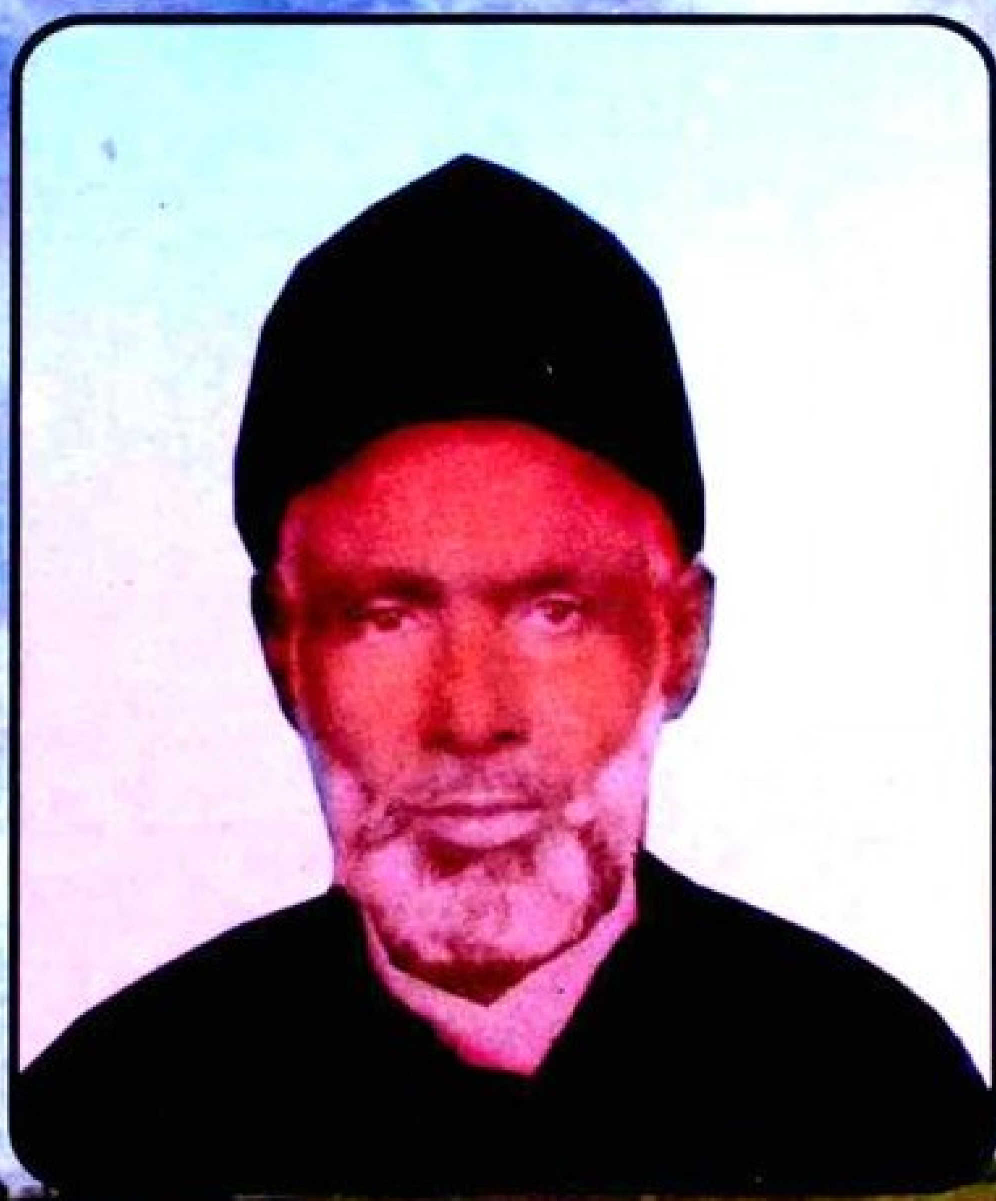
ناز کرتا تھا جس پہ فن شاکرؔ
اپنے استاد وہ سخنور تھے
داغِ ہجراں دیا انھوں نے اب
وہ جو علم و ادب کے پیکر تھے

....

ایک مشفق چلا ہے دنیا سے
قلبِ شاکرؔ بہت ہے رنجیدہ
سایا اُستاد کا اُٹھا سر سے
آج ہم سب ہوئے ہیں نمدیدہ

....

GUL-E-KHAZRA



Jumbish Khairabadi